REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبری ۶۷

۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء | ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ | ۲۲ تبوک ۱۳۴۵ ہش

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ ستمبر۔ قریباً ایک ہفتہ سے اخبار الفضل یہاں نہیں پہنچ رہا۔ اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر مقدس افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و احباب جماعت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کا حافظ و ناصر ہو اور اپنے دین کی خدمت کی بڑھ چڑھ کر خدمات کی توفیق دے۔ آمین۔

● ۲۰ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

۲۰ ستمبر۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال آج دوپہر کے وقت جنوبی ہند کے دورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور فضائز المرام دار الامان واپس لائے۔ آمین۔

(ریفہ)

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

آج سے ایک صدی قبل ملنے والی آسمانی بشارت کا عظیم الشان ظہور

صداقتِ احمدیت کو عیاں کرنے والا ایک اور درخشندہ نشان

(از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

اُس وقت سے کہ جب آج سے ۷۷ سال قبل اللہ تعالیٰ نے احیاء و غلبۂ اسلام کی خاطر بانی سلسلۂ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اس کرۂ ارض پر کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جو آسمانی نشانوں کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کو روز روشن کی طرح عیاں کرنے کا موجب نہ بنتا ہو۔ انہی آسمانی نشانوں میں سے ایک وہ عظیم الشان نشان بھی ہے جو حال ہی میں ظاہر ہو کر ہمارے لئے نہایت غیر معمولی رنگ میں ازدیاد ایمان کا موجب بنا ہے اور جس کی وجہ سے غلبۂ اسلام کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنے کے ہمارے عزائم کو مزید تقویت اور نئی پختگی نصیب ہوئی ہے۔ یہ عظیم الشان نشان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو آج سے ایک صدی قبل ملنے والی ایک بشارت کے پورا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص کے ماتحت ظاہر ہوا ہے۔ اس بشارت کا ذکر جس کے پورا ہونے سے ایسا عظیم الشان نشان صداقت ظاہر ہوا ہے یوں ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوے ماموریت سے بھی بیس اکیس سال قبل ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں جبکہ آپ کی عمر ابھی تیس پینتیس سال کے قریب تھی اور آپ قادیان کی گمنام بستی میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

ایک دن کچھ لوگ آپ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو بتلایا کہ ایک اختلافی مسئلہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بحث کرنے پر مجبور کیا۔ آپ ان کے اصرار پر قادیان سے بٹالہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر اور مولوی صاحب کی تقریر سن کر آپ نے معلوم کر لیا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں قابل اعتراض نہیں چنانچہ آپ نے محض للہ بحث کا ارادہ ترک کر کے ان لوگوں سے کہہ دیا کہ اس معاملہ میں مولوی صاحب کا مسلک درست ہے اس لئے بحث کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ آپ کو بحث کی غرض سے قادیان سے بلا کر لائے تھے وہ اس پر بہت برہم ہوئے اور انہوں نے آپ کو برا بھلا کہا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

اس الہام کے علاوہ ایک کشف میں آپ کو وہ بادشاہ بھی دکھائے گئے۔ بعد ازاں دعوت ماموریت سے قبل اور اس کے بعد یہ الہام کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" متعدد مرتبہ ہوا۔ اور بادشاہ آپ کو ایک تفصیلی خواب میں بھی دکھائے گئے۔ آپ اس الہام اور اس سے متعلق رؤیا و کشوف کو سابقہ کے ساتھ اپنی کتب میں شائع فرماتے رہے۔ چنانچہ اپنی کتاب "لجۃ النور" میں آپ نے اس الہام اور اس سے متعلق ایک خواب کو تفصیل سے درج کرتے ہوئے رقم فرمایا:۔

اِنِّیْ رَاَیْتُ فِیْ مُبَشِّرَۃٍ اُرِیْتُهَا جَمَاعَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ وَالْمُلُوْکِ الْعَادِلِیْنَ الصَّالِحِیْنَ بَعْضُهُمْ مِّنْ هٰذَا الْمُلْکِ وَبَعْضُهُمْ مِّنَ الْعَرَبِ وَبَعْضُهُمْ مِّنْ فَارِسَ وَبَعْضُهُمْ مِّنْ بِلَادِ الشَّامِ وَبَعْضُهُمْ مِّنْ اَرْضِ الرُّوْمِ وَبَعْضُهُمْ مِّنْ بِلَادٍ لَّا اَعْرِفُهَا۔ ثُمَّ قِیْلَ لِیْ مِنْ حَضْرَةِ الْغَیْبِ اِنَّ هٰؤُلَاءِ یُصَدِّقُوْنَکَ وَیُؤْمِنُوْنَ بِکَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ وَیَدْعُوْنَ لَکَ وَاُعْطِیْ لَکَ بَرَکَاتٍ حَتّٰی یَتَبَرَّکَ الْمُلُوْکُ بِثِیَابِکَ وَاُدْخِلُهُمْ فِی الْمُخْلِصِیْنَ۔ هٰذَا رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ وَاُلْهِمْتُ مِنَ اللّٰهِ الْعَلَّامِ (لجۃ النور صفحہ ۳۴)

ترجمہ: میں نے ایک مبشر خواب میں ... اور عادل بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اسی ملک کے تھے اور بعض عرب کے بعض فارس کے اور بعض شام کے بعض روم کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے اور میں تجھے برکتیں دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور ... مخلصوں میں داخل ...

جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ کی تاریخوں کا اعلان

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۱۶، ۱۷، ۱۸ دسمبر کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ احباب جماعت اپنے اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لیں جو حضور نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے فرمائی ہیں۔

اسی طرح جلسہ سالانہ ربوہ کی تاریخوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امسال جلسہ سالانہ ربوہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۶، ۲۷، ۲۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر دو مراکز میں ہونے والے روحانی اجتماعوں کو پہلے سالوں سے کہیں بڑھ کر کامیاب فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔اے ... پرنٹر پبلشر نے ... پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ... پروپرائیٹر ... صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان .... مورخہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۶۶ء

اور اب "پنجاب بند" کی تحریک!!

"بمبئی بند" تحریک کا آنکھوں دیکھا حال

قارئین کرام نے گذشتہ سے پیوستہ پرچہ بدر میں ہمارے بمبئی کے نامہ نگار، مبلغ صاحب کی زبان سے سن لیا۔ جب یہ نوٹ ہمارے پاس طباعت کے لئے آیا تو اسی ہفتہ اخبارات میں اس تحریک کے نتیجہ میں ملک کو جو نقصان اُٹھانا پڑا اس کے اعداد و شمار بھی شائع ہوتے تھے جو اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔

"بمبئی ۲۴ر اگست۔ بمبئی کی مختلف تجارتی جماعتوں کے سربراہوں نے جن میں مہاراشٹر چیمبر آف کامرس کے صدر بھی شامل ہیں ایک بیان جاری کیا ہے جس میں بتلایا ہے کہ بمبئی بند کے نتیجہ میں کاروبار کو تین کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا۔ تقریباً ۶ ہزار مزدوروں کو تقریباً ۲۵ لاکھ روپیہ کی مزدوری کا نقصان ہوا۔ سٹی ٹرانسپورٹ کی ہڑتال کے نتیجہ میں سرکاری خزانہ کو ۴۳ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔"

(الجمعیۃ دہلی ۲ر ستمبر ۶۶ء صفحہ ۲)

ایسی تحریک کا تعلق صرف بمبئی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اب تک ملک کے کئی ایک پردیشوں اور شہروں میں ایسی ہی تحریکات اپنے رنگ دکھا چکی ہیں جن کے نتیجہ میں جن بڑے نقصانات سے عام جنتا دوچار ہو چکی ہے ان کا مجموعی اندازہ تو کوئی ماہر اقتصادیات ہی لگا سکتا ہے۔ خیال تھا کہ ایسی تحریکات سے پنجاب محفوظ رہے گا مگر یہ خیال غلط نکلا کیونکہ اس وباء کے جراثیم اس خطہ میں پہنچ چکے ہیں جیسا کہ دو ہفتہ پہلے جالندھر کی حسب ذیل خبر سے ظاہر ہے:۔

"جالندھر ۵ ستمبر۔ دایاں بازو کمیونسٹ پارٹی سیکرٹری اے۔ کے گوپالن ممبر پارلیمنٹ نے یہاں سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر موضع ... میں کسان کانفرنس کو خطاب کیا انہوں نے کہا اشیائے خوردنی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی روک تھام ٹیکسوں کی وصولی اور سرکار کی بدانتظامی کے خلاف پنجاب کے لوگوں کو "پنجاب بند" کی تحریک شروع کرنی چاہیئے۔ ...... انہوں نے کہا ...... آندھرا مہاراشٹر اور گجرات کی تقسیم اور گولڈ کنٹرول آرڈر میں ترمیم جدوجہد کے بعد ہی کی گئی ہے۔ شری گوپالن نے کہا پنجاب کے کسانوں کو خوش حیثیتی ٹیکس۔ واٹر ٹیکس اور دیگر ٹیکسوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے پنجاب بند تحریک کو منظم ڈھنگ سے چلانا چاہیئے۔"

(پرتاپ جالندھر ۶ر ستمبر ۶۶ء صفحہ ۵)

خبر پڑھتے ہی ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ اب پنجاب کی باری بھی آیا ہی چاہتی ہے۔ چنانچہ ٹھیک گیارہ دن بعد ایک اور خبر زیادہ تعین کے ساتھ بھی پڑھ لی جس سے بمبئی بند کا نمونہ سرزمین پنجاب میں ظہور پذیر ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ خبر اس طرح پر شائع ہوئی:۔

"پٹیالہ ۱۶ر ستمبر۔ پنجاب بیوپار منڈل ایکشن کمیٹی کے چیئرمین مسٹر اوم پرکاش لانبہ نے یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ۳ر اکتوبر کو مکمل طور پر "پنجاب بند" ہوگا۔ اور صوبہ میں کاروبار بند رہے گا اسی روز بیوپار منڈل کے پردھان شری تلسی داس جیتو نے غیر معین عرصہ کے لئے مرن برت رکھیں گے۔"

(پرتاپ ۱۷ر ستمبر ۶۶ء صفحہ ۱)

مانا کہ بیوپار منڈل اپنا جائز حق طلب کرنے کے لئے یہ اقدام کر رہا ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ "بمبئی بند" کے اعداد و شمار دیکھ کر دل سخت بے چین ہوا جاتا ہے کہ خدا نہ کرے بدقسمتی سے پنجاب کو بھی اس طرح کے نقصان سے ضرور حصہ ملے گا۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ ایسی تحریکات اور مرن برت وغیرہ کے حق بجانب ہونے کے لئے گاندھی جی کی مثال کو بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پنجاب بیوپار منڈل کے ممبروں نے اسی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "ہم نے گاندھی جی کا بتلایا ہوا راستہ اپنایا ہے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔"

(پرتاپ ۱۹ر ستمبر صفحہ ۱)

ان کو کون بتائے کہ گاندھی جی نے تو غیر ملکیوں کے خلاف مرن برت رکھا تھا اس سے اگر نقصان ہوتا تھا تو غیر ملکیوں کا اب جبکہ ملک میں اپنی حکومت قائم ہے اُن کے خلاف یہی ہتھیار آزمانا درست معلوم نہیں ہوتا۔ مگر اس فرق کو کون ذہن نشین کرے اور اس کے مضرات سے کون متنبہ کرے اصل بات وہی ہے جس کی طرف ایک نہ چھپنے والی صداقت امام جماعت احمدیہ رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت خود گاندھی جی کو توجہ دلائی تھی کہ حکومتِ وقت کے خلاف تحریکات چلانے کا خود اپنی قوم کے افراد میں ایک اثر ہو جانا بعید از قیاس نہیں کہ جب اپنی حکومت قائم ہوگی تو اس وقت جس طرح کی عادت لوگوں کو پڑ جائے گی وہ بعد میں بھی لوگوں کو مجبور کرے گی کہ اپنی حکومت کے خلاف بھی اسی حربہ کو استعمال کریں اور اس سے ملکی حکومت کو نقصان سے دوچار ہونا ناگزیر ہے۔ چنانچہ اس وقت جو حالات جگہ جگہ دکھائی دے رہے ہیں ان سب نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا خدشہ برحق تھا۔

بہر حال اس وقت جب کہ ملک میں جمہوری نظام حکومت رائج ہے اور حکومت کی باگ ڈور کسی غیر کے ہاتھ میں نہیں حکومت اور جنتا کوئی دو نہیں بلکہ جنتا کے اپنے ہی منتخب نمائندے عوام کی خاطر حکومت کر رہے ہیں تو سوچا جائے کہ یہ مظاہرے اور اس طرح کے مرن برت اور "بند" کی تحریکات جو آئے دن چلائی جانے لگی ہیں۔ آخر ان کا اثر اپنے ہی ملک پر اور اپنے ہی بھائی بندوں پر نہیں پڑنے والا۔ ہم مطلق طور پر مطالبات کے پیش کرنے کے خلاف نہیں ہیں جو اختلاف ہے اس بات سے ہے کہ ہر ایسا قدم جس سے بالآخر ملک یا قوم کو نقصان ہو اُٹھانے سے قبل سو بار غور کر لیا جایا کرے۔ اور ایسا طریق اپنایا جائے جو بے ضرر ہو۔

اسی طرح کے مظاہروں اور تحریکات کے متعلق وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے مورخہ ۱۶ر ستمبر کو الہ آباد سے ۴۰ میل دور سعید آباد میں جو تقریر کی وہ اس قابل ہے کہ ہر بھارت واسی اور سچا محب وطن اس پر پوری سنجیدگی سے غور کرے اور بغیر معقولیت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنے موجودہ طریق عمل کو بدلنے کی کوشش کرے اور ہر ایسے پروگرام سے احتراز کرے جس میں حصہ لینا ملک اور قوم کے لئے ضرر رساں ہے۔

"مسز اندرا گاندھی نے سعید آباد میں ایک پبلک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اپوزیشن پارٹیوں کی "گھیراؤ" اور "بند" آندولنوں کو پبلک فنڈز پر ڈاکہ ڈالنا قرار دیا۔ اور کہا کہ اگر کوئی اپوزیشن پارٹی ایسی تحریکوں میں حصہ لیتی ہے تو وہ عوام کے خون پسینہ کی کمائی چوری کرتی ہے کیونکہ لوگوں کو اپنے کام پر آنے سے روکنا ڈاکخانوں اور بسوں کو آگ لگانا اور امن و انتظام کے مسئلے کھڑے کرنا عوام کے روپے کو بے دریغ ضائع کرنا ہے۔ اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں حالیہ گڑبڑ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ کا وقت ضائع کرنے کا مطلب ... ہزار روپیہ ضائع کرنا ہے۔"

(پرتاپ ۱۸ر ستمبر ۶۶ء صفحہ ۲)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک طرف ملک زبردست غذائی بحران کا شکار ہے اور سرحدوں پر دشمن دندنا رہا ہے مگر مت نئی تحریکات چلانے والے اور بات بات پر مرن برت رکھنے والے ان سب اہم باتوں سے قطعی بے فکر ہو کر اپنے پروگرام چلا رہے ہیں۔ ہو جائے ان حالات میں حب الوطنی کا جذبہ دل کے کس گوشہ میں جا چھپا ہے۔ آخر ملک کو درپیش مسائل کو سلجھانا کا ہر دیس واسی کا فرض نہیں؟

کہا جاتا ہے کہ آنے والے الیکشن کی خاطر مخالف پارٹیاں یہ سب کچھ کر رہی ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ یہ پارٹیاں آخر کس ملک کی طرف منسوب ہوتی ہیں؟ جو ملکی نقصان ان کے آندولنوں، ہڑتالوں دھرنے مارنے والی سکیموں کو بروئے کار لانے کے نتیجہ میں پہنچتا ہے اس سے یہ لوگ اتنے بے حس کیوں بنتے جا رہے ہیں؟ ہر جوش کے وقت ہوش بھی تو چاہیئے!!

مخالف پارٹیاں اگر قوم اور ملک کی ٹھوس خدمت کرنا چاہتی ہیں تو مثبت پہلو سے اپنا کام شروع کریں ان لوگوں کا فرض تھا کہ بلیک کرنے والوں، ذخیرہ اندوزوں، ناجائز منافع خوروں، ملاوٹ کا کاروبار کرنے والوں کے گھروں پر ان کی دکانوں پر ان کے سرکاری خانوں پر دھرنا مارتے سماج کی برائیوں کو مثبت رنگ میں دور کر کے اُن کا معیار بلند کرتے۔ وہ ملک سے ان پڑھ کو دور کرنے کے لئے ایسے افراد کو تلاش کرتے جو معاشرہ میں سہارے کے محتاج ہیں وہ ہسپتالوں میں جاتے بیماروں کی حالت زار کا مداوا سوچتے عدالتوں میں جا کر رشوت خوری کو نابود کرنے کی تدبیر کرتے۔ جہالت کو دور کرنے کیلئے منصوبے بنا کر تعلیم کو عام کرتے ہر کام سو فیصد حکومت کے کرنے کا نہیں بیشتر امور میں پرائیویٹ اداروں اور رضاکار پارٹیوں کے ہاتھ بٹانے سے ملک اور قوم کی سربلندی کا سہرا ترقی یافتہ ممالک کے رہنے والے سب کاموں کے لئے حکومت کی طرف دیکھنے سے پہلے خود میدان میں اُترتے اور ملک کی ترقی و سربلندی میں اپنا حصہ پہلے ڈالا مگر ہمارے ہاں کا معیار ہی کوئی نہیں جو اٹھتا ہے اپنی دکان چمکانے کے لئے حکومت کو کوسنے لگتا ہے وہ نہیں دیکھتا کہ حکومت پر تو بعض بھی تو آخر انہیں کے ...

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

انفاق فی سبیل اللہ کی استعداد کو بڑھانے کے تین قیمتی گر

(۱) اپنی آمد کو مزید بڑھانے کی کوشش کرو (۲) سادہ زندگی اختیار کرو (۳) جذبۂ ایثار میں اضافہ کرو

احباب کو مبارک ہو کہ چندہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدے پچیس لاکھ روپے سے بڑھ گئے ہیں الحمد للہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ: مکرم مولوی محمد صادق صاحب ساٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گذشتہ چند دنوں انفلوائنزا کی وجہ سے میری طبیعت ٹھیک نہیں رہی۔ ایک وقت میں تو آواز بالکل بیٹھ گئی تھی۔ کل سے کچھ کھلی ہے لیکن اب بھی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ اس لئے میں اختصار سے کام لوں گا۔

انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق

دوستوں کے سامنے بعض باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

"اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو یہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اس پہلو میں مالی ضرورتوں اور امداد کی حاجت ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایسی ضرورتیں پیش آئی تھیں۔ اور

صحابہ کی یہ حالت تھی

کہ ایسے وقتوں پر بعض ان میں سے اپنا سارا مال ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دے دیتے اور بعض نے آدھا دیا اور اس طرح جہاں تک کسی سے ہو سکتا فرق نہ کرتا۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتھ میں بجز خشک باتوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھتے اور جنہیں نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہیں

ملی۔ اور

حقیقی خدا کا چہرہ

ان پر ظاہر نہیں ہوا۔ وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزاروں لاکھوں روپے دے دے دیتے ہیں اور بعض ان میں سے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں دیکھا ہے کہ بعض عورتوں نے کئی کئی لاکھ کی وصیت کر دی ہے۔ پھر مسلمانوں کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھ بھی کرنا نہیں چاہتے یا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کر دے۔ اور اسی غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۲۳ طبع اوّل)

دوست جانتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی اور غریب جماعت کو ساری دنیا کے مقابلہ پر لا کھڑا کیا ہے اور فرمایا کہ تمام ادیان باطلہ کا مقابلہ کرو۔ اور انہیں شکست دو اور اسلام کی خوبیوں کو ظاہر کر کے اسے ان پر غالب کرو۔

اس جماعت کے مقابلہ میں ایک طرف ان طاغوتی طاقتوں کو بڑی قوت اور وجاہت اور طاقت اور مال دیا کہ اربوں اربوں روپیہ وہ اسلام کے خلاف خرچ کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی اس جماعت کو بڑے ہی وعدے دیئے اور

فرمایا کہ تم ان اقوام اور ان مذاہب کی طاقت کو دیکھ کر گھبرانا نہیں اور ان کے اموال پر نظر کر کے تمہیں پریشانی لاحق نہ ہو۔ کیونکہ میرا تم سے یہ وعدہ ہے کہ اگر تم میری بھیجی ہوئی تعلیم پر عمل کرو گے اور میرے بتائے ہوئے طریق پر چلو گے تو تھوڑے ہونے کے باوجود اور کمزور ہونے کے باوجود اور غریب ہونے کے باوجود بھی فتح اور کامیابی تمہارے ہی نصیب ہوگی۔ اس چیز کو دیکھتے ہوئے اور اس چیز کو سمجھتے ہوئے ہم پر بڑی

قربانیوں کی ذمہ داری

عائد ہوتی ہے جن میں سے ایک مالی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ مطالبہ تو نہیں کیا کہ ہم اپنی طاقت اور استعداد سے بڑھ کر اس کی راہ میں قربانی دیں۔ کیونکہ ایسا مطالبہ غیر معقول ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ تو عقل اور حکمت اور علم اور نور کا سرچشمہ ہے۔ وہ تو نور ہی نور ہے۔ اس کی طرف سے اس قسم کا کوئی مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے یہ ضرور چاہتا ہے کہ ہم نے قوت استعداد اور اموال کے بڑھانے کے کچھ طریق بھی رکھے ہیں۔ تم اپنی طاقت سے بڑھ کر قربانی نہیں دے سکتے لیکن تم قربانی دینے کی طاقت کو بڑھا سکتے ہو پس قربانی دینے کی طاقتوں کو تم بڑھاؤ۔

تین موٹی باتیں

میں اس وقت دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

(۱) اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ ایک تو اس کے معنے یہ ہیں کہ مالی اور اقتصادی

لحاظ سے تم جس مقام پر بھی ہو وہ تمہارا آخری مقام نہیں۔ مزید ترقیات کے دروازے تمہارے سامنے ہیں جنہیں تم اپنی سعی سے اپنی کوشش سے، اپنی جد و جہد سے، اپنی محنت سے کھول سکتے ہو یعنی اگر تم اپنے پیشہ میں

مزید مہارت حاصل کر لو

جتنی محنت اور توجہ سے تم اس وقت کام کر رہے ہو۔ اس سے زیادہ محنت اور توجہ سے کام کرو۔ اور جو ذرائع تمہیں میسر آئے ہوئے ہیں ان کو تم پہلے سے زیادہ بہتر طریق پر استعمال کرو۔ یعنی تدبیر کو اپنے کمال تک پہنچاؤ اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں بھی کرتے رہو کہ وہ تمہارے اموال میں برکت ڈالے اور تمہاری کوششوں کو بار آور کرے تو اس کے نتیجہ میں تمہارے اموال بڑھ جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی مالی قربانی کی استعداد بھی

مثلاً اگر ہم میں سے

ہر ایک کی آمد بڑھ جائے

لیکن جذبۂ ایثار اتنا ہی رہے جتنا پہلے تھا جب بھی کمیت کے لحاظ سے ہماری مالی قربانی میں بڑا نمایاں فرق آ جاتا ہے مثلاً ایک شخص کی آمد ایک سو روپیہ ماہوار ہے۔ اور وہ اپنے جذبۂ ایثار سے مجبور ہو کر اور اپنی استعداد کے مطابق اس میں سے بیس فیصد روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اگر وہ محنت کرے۔ اگر وہ اپنے علم میں زیادتی کرے۔ اگر وہ اپنے ذرائع کو بہتر طریق پر استعمال کرے۔ اور اگر وہ اپنی دعاؤں کے نتیجہ میں اپنی آمد کو سو سے دو سو ماہانہ کر دے اور اس کی قربانی بیس فیصدی رہے تو

پہلے وہ بیس روپے ماہوار دیتا تھا اب وہ چالیس روپے ماہوار دے گا۔

تو گمیت کے لحاظ سے مالی قربانی میں دگنا اضافہ ہو جائے گا کیونکہ اس کی آمد پہلے کی نسبت دگنی ہو گئی۔

(۲)

ایک اور طریق

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ تم اپنے خرچ کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ضبط میں لاؤ۔ سادہ زندگی گزارو۔ رسم و رواج جو بیاہ شادیوں کے موقع پر یا موت فوت کے موقع پر لوگوں میں رائج ہیں ان کے نتیجہ میں اسراف کی راہوں کو اختیار نہ کرو۔ اور سادہ زندگی اختیار کر کے اپنے خرچوں کو کم کرو۔ تو اس کے نتیجہ میں بھی تمہاری قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کی طاقت اسی نسبت سے بڑھ جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کی سو روپیہ ماہوار آمد ہے اور اس کو اپنی ذات اور اپنے خاندان پر اسی روپیہ ماہوار خرچ کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اور بعض باتوں میں وہ اسراف کرتا ہے اور سادگی کی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اگر وہ

سادہ زندگی کو اختیار کرے

اور اس کا خرچ اسی روپیہ سے گر کر ستر روپیہ ماہوار پر آجائے تو اس کی سادگی کے اختیار کرنے کے نتیجہ میں دس روپیہ ماہوار زیادہ قربانی کرنے کی طاقت حاصل ہو گئی۔ اگر وہ چاہے تو خدا کی راہ میں اسے دے سکتا ہے۔

اس لئے میں تفصیل میں جائے بغیر، احباب جماعت کو اور جماعتی نظام کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں سادہ زندگی کے جو مطالبات رکھے ہیں ان کی طرف

زیادہ توجہ ہونی چاہیئے

بہت سی جماعتیں اور بہت سے افراد اس چیز کو بھولتے جا رہے ہیں۔ اگر ہم مثلاً بدقسمتی سے سینما دیکھنے کے عادی ہوں اور اب سینما دیکھنا چھوڑ دیں تو وہ دس پندرہ روپے جو سینما دیکھنے پر خرچ کرتے تھے وہ ہمارے پاس بچ رہیں گے اور اگر ہم چاہیں تو یہ رقم خدا کی راہ میں دے سکتے ہیں۔

پس میں جماعت کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک جدید کے وہ مطالبات جو سادہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں ان کو جماعت میں دہرایا جائے اور افراد جماعت کو پابند کیا جائے کہ وہ ان مطالبات کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں اسی طرح بہت جگہ سے یہ شکایت آتی رہتی ہے کہ بعض خاندانوں میں

رسوم اور بدعادات

عود کر رہی ہیں۔ مثلاً شادی کے موقع پر اسراف کی راہوں کو اختیار کیا جاتا ہے اور بلا ضرورت محض نمائش کے طور پر بہت خرچ کر دیا جاتا ہے بعض لوگ تو اس کے نتیجہ میں مقروض ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ساری عمر ایک مصیبت میں گزارتے ہیں۔ یہ تو وہ سزا ہے جو اللہ ان کو اس دنیا میں دے دیتا ہے لیکن ایک اور سزا ہے جو بظاہر ان کو نظر نہیں آتی کہ اس کے نتیجہ میں وہ بہت سی ایسی نیکیوں سے محروم ہو جاتے ہیں کہ اگر وہ سادگی کو اختیار کرتے۔ اگر وہ رسوم کی پابندی کو چھوڑ دیتے تو اللہ ان کو ان نیکیوں کی توفیق عطا کرتا۔ اور ان کو اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی ایسی نعمتیں حاصل ہوتیں کہ دنیا کی لذتیں اور دنیا کے عیش اور ان کی نمائش ان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

پس

جماعت کو چاہیئے

کہ تحریک جدید کے ان مطالبات کو دہراتی رہے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس طرح وہ اپنے پیسوں کو بچا سکے اور اس کی قربانی کی قوت اور استعداد پہلے کی نسبت بڑھ جائے اور وہ اپنی اس بڑھی ہوئی حیثیت اور طاقت کے مطابق قربانی کرنے والی ہو۔ اس طرح دوست پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔

(۳)

تیسری بات

جس کی طرف قرآن کریم ہمیں متوجہ کرتا ہے وہ جذبہ ایثار ہے اور [illegible] ہے۔ جب یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو انسان بہت سی جائز ضرورتوں کو بھی کم کر سکتا ہے۔ صحت کو نقصان پہنچائے بغیر اور کسی قسم کا حقیقی نقصان اٹھائے بغیر!

تو جب جذبۂ ایثار بڑھ جائے تو قربانی کرنے کی قوت اور استعداد بھی بڑھ جاتی ہے اور اس کا ذریعہ دُعا ہے ہمیں ہر وقت

یہ دُعا بھی کرتے رہنا چاہیئے

کہ اے خدا تُو نے ایک نور قرآن کریم کی شکل میں نازل کیا اس میں جہاں تُو نے ہمیں اور بہت سی حسین ہدایتیں اور احکام دیئے ہیں۔ وہاں انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق بھی بڑی ہی حسین اور وسیع تعلیم تُو نے ہمارے سامنے پیش کی ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اگر ہم تیری راہ میں ان طریقوں پر جو تو نے بتائے ہیں اپنے اموال کو خرچ کرنے والے ہوں گے۔ تو تو بہت سے انعامات اور فضل ہم پر نازل کرے گا۔ تو اے خدا تو ہمیں اپنے فضل سے اس بات کی توفیق عطا کر کہ ہم اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے والے ہوں تا کہ ہم تیری نعمتوں اور فضلوں کو حاصل کر سکیں۔

غرض ہم ان تین طریق سے اپنی قوت اور استعداد کو بڑھا سکتے ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا ہے کہ اللہ ہم سے مطالبہ نہیں کرتا کہ ہم اپنی طاقت سے بڑھ کر اس کی راہ میں قربانی دیں لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ ہم اپنی طاقت سے بڑھ کر اس کی راہ میں قربانی دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے یہ مطالبہ ضرور کرتا ہے کہ ہم ہر وقت اور ہر طرح یہ کوشش کرتے رہیں کہ اس کی راہ میں ہماری قربانی دینے کی طاقت اور استعداد ہمیشہ پہلے کی نسبت زیادہ سے زیادہ اس کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں۔

اس کے بعد میں

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے متعلق

کہ وہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہی کی ایک شق ہے کچھ کہنا چاہتا ہوں

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ جماعت احمدیہ سچے مسلمانوں کا نمونہ دکھاتے ہوئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے کی غرض سے اور بھی زیادہ مالی قربانیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرے اور اس مالی قربانی کو اس حد تک پہنچائے کہ دنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی صداقت پر گواہ ہو۔ کہ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

یعنی اوّلین و آخرین ہر دو گروہ کی مالی قربانیاں ایک سی شان اور عظمت اور عزت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رکھنے والی ہوں۔

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا۔ اُس وقت میں نے اپنے بھائیوں سے یہ خواہش کی تھی کہ اس فنڈ میں پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ جمع کریں۔

سوائے محمد رسول اللہ کے فرزندِ جلیل مسیح محمدی کی جان نثار اور خدائے بزرگ و برتر کی محبوب جماعت! آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے خلوصِ نیّت اور صمیم قلب سے فاؤنڈیشن کے لئے جو وعدے کئے ہیں ان کی رقم پچیس لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ اور ابھی اور وعدے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اخلاص اور ایثار کو قبول فرمائے اور اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے آپ کی قربانیوں میں برکت ڈالے اور آپ کو اس دنیا میں بھی اتنا دے اتنا دے کہ آپ سیر ہو جائیں اور اُخروی زندگی میں بھی اپنی تمام نعمتوں سے آپ کو نوازے تا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی معیت حاصل کر سکیں۔

اب جبکہ وعدے اپنی مقررہ حد سے آگے بڑھ چکے ہیں ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیئے اور

یہ کوشش کرنی چاہیئے

کہ یہ وعدے جو تین سال میں وصول ہونے ہیں ان کا کم از کم ⅓ سال رواں یعنی سالِ اوّل میں وصول ہو جائے۔ اس وقت جو وعدے ہو چکے ہیں ان کے لحاظ سے قریباً ۹ - ۱۰ لاکھ کی وصولی سال اوّل میں ہونی چاہیئے۔ چونکہ بہت سے ابتدائی مراحل میں سے اس تنظیم کو گزرنا تھا اور اس کے لئے صحیح معنی میں ہماری جو کوشش ہوئی ہے۔ وہ مجلس مشاورت کے بعد ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کا سال یکم مارچ سے تیس ۳۰ اپریل تک مقرر کیا ہے۔

ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ

۳۰ اپریل سے قبل

کم از کم ۹ - ۱۰ لاکھ روپے کی رقم جو ایک تہائی سے زیادہ ہوگی (اور اگر وعدے زیادہ آ گئے تو پھر اس سے بھی زیادہ رقم وصول ہونی چاہیئے) بہر حال موجودہ صورت میں ۹ - ۱۰ لاکھ کی رقم ضرور وصول ہونی چاہیئے۔ اس وقت تک اندرون ملک کی جماعتوں اور احباب سے جو رقم

وصول ہوئی ہیں ان کی مقدار چار لاکھ سے اوپر تک پہنچ چکی ہے۔

مجھے یقین ہے

کہ جماعت اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتی ہے اور وہ انشاء اللہ ۳۰ اپریل سے پہلے ایک تہائی سے زیادہ اپنے وعدے ادا کر دے گی

ہم ایک تہائی (یعنی) سے زیادہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض غریب احمدی دوستوں نے بڑی قربانی دے کر اس میں حصہ لیا ہے اور ساتھ ہی پوری رقم ادا بھی کر دی ہے ایک تہائی پر انہوں نے کفایت نہیں کی۔ مثلاً ہمہ روپیہ کا وعدہ لکھوایا تو سو روپیہ نقد دے دیا۔

کئی مہینہ کی بات ہے

گجرات کے ایک دوست یہاں تشریف لائے وہ بہت بوڑھے تھے۔ اتنے بوڑھے کہ ان سے چلا نہ جاتا تھا اور مجھے پیغام بھجوایا کہ میں ضروری کام کے لئے ملنا چاہتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ وہ بہت کمزور تھے۔ سیڑھیوں پر بھی نہ چڑھ سکتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی محبت سے مجبور ہو کر وہ اتنا لمبا سفر کر کے آئے تھے۔ میں اترا اور ان سے ملا تو انہوں نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک رومال نکالا اور غالباً چند سو کی رقم تھی وہ نکال کر مجھے دی اور کہا کہ یہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

خدا کے فضل سے ہماری جماعت بڑی قربانی کرنے والی ہے اور بڑی ہی محبت کرنے والی حضرت مصلح موعود رضی اللہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والی ہے

میں کامل امید رکھتا ہوں

اور اپنے رب سے دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس فنڈ میں سال رواں کے اندر ایک تہائی سے کہیں زیادہ رقم ادا کر دیں کیونکہ اس سے جو کام کئے جانے والے ہیں ان کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ اصل رقم کو محفوظ رکھا جائے اور پھر اس کی آمد سے وہ کام کئے جائیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو محبوب اور پیارے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کرے اور اسی کی توفیق سے ہی سب کچھ ہو سکتا ہے۔

(الفضل مورخہ ۹/۲۲)

خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

ایک آسمانی بشارت کا عظیم الشان ظہور

(بقیہ صفحہ اول)

خواب ہے جو میں نے دیکھی اور یہ الہام ہے جو خدا نے علام کی طرف سے مجھ کو ہوا۔ (منقول از تذکرہ ایڈیشن دوم حاشیہ صفحہ ۱۱۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اختیار میں یہ بات نہیں تھی کہ مختلف ملکوں کے بادشاہوں یا مملکتوں کے سربراہوں کے دل بدل کر انہیں حق کی طرف مائل کر دیں اور پھر وہ آپ پر ایمان لا کر عباد اللہ المخلصین میں داخل ہو جائیں۔ دلوں کا بدلنا خدا کے اختیار میں ہے کوئی انسان اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ یہ بشارت اللہ تعالیٰ نے ابتداءً آپ کو اس زمانہ میں دی کہ قادیان سے باہر کوئی آپ کو جانتا تک نہ تھا۔ اور پھر دعویٰ ماموریت کے بعد اس کا بار بار اس حال میں اعادہ فرمایا کہ اپنے اور پرائے سب آپ کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔ اور آپ کے مشن کو ناکام بنانے پر تلے ہوئے تھے۔ ایسی حالت میں سوائے علام الغیوب خدا کے اور کون ایسی عظیم الشان خبر دے سکتا تھا۔ اور بجز اسی کے کس میں یہ طاقت اور قدرت ہو سکتی تھی کہ وہ اسے پورا کر دکھائے۔ بادشاہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی بشارت میں یہ اشارہ ضرور مخفی تھا کہ یہ نشان صداقت آپ کے وصال کے بعد اپنے مقررہ وقت پر رونما ہوگا۔ اور اس الہام کا بار بار ہونا یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ مختلف مراحل میں پورا ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ مشرق اور مغرب کی مملکتوں کے سربراہ آپ کے دعویٰ پر ایمان لا کر آپ کے مخلص خادموں میں آ شامل ہوں گے۔

. . . .

اس عظیم الشان نشان صداقت کا پہلا ظہور خدائے قادر و قدیر اور علام الغیوب نے خلافت ثالثہ کے مبارک دور کے آغاز کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا تاکہ یہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کے ساتھ ساتھ نئی قائم ہونے والی خلافت ثالثہ کی حقانیت کو بھی آشکار کرنے والا ثابت ہو۔ اور دنیا کے حق میں آسمانی گواہ کا کام دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے بموجب خلافت ثالثہ کا نیا مبارک دور شروع ہوا اور اس عظیم الشان صداقت کے پہلے اور ابتدائی ظہور کا وقت قریب آن پہنچا تو اس نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو ایک عظیم الشان بشارت سے نوازتے ہوئے آپ کو اطلاع دی کہ عنقریب اسلام کی نئی اور غیر معمولی فتوحات کا دور شروع ہونے والا ہے۔ آپ نے

۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کو خطبہ جمعہ میں ساری جماعت کو یہ آسمانی بشارت سناتے ہوئے فرمایا:-

"میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم ہیں کیونکہ دنیا میں روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش بخت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوگی۔ وہ افریقہ میں ہوں گی یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں؟ لیکن میں پورے وثوق کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔" (الفضل ۹ جون ۱۹۶۶ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے اس عظیم الشان خدائی بشارت کا اعلان ہونے پر ابھی ایک ہفتہ ہی گذرا تھا کہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں گیمبیا (مغربی افریقہ) کے مبلغ مکرم مولوی غلام احمد صاحب آف بدوملہی کی طرف سے بذریعہ تار یہ اطلاع موصول ہوئی کہ جماعت احمدیہ گیمبیا کے پریذیڈنٹ جناب الحاج ایف ایم سنگھاٹے گیمبیا کے ایکٹنگ گورنر جنرل مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ فتح و نصرت اور غلبہ اسلام کی عظیم الشان بشارت ملنے کے بعد چند دن کے اندر اندر اس خوشکن خبر کا آنا خلافت ثالثہ کی حقانیت پر دال ہوتے ہوئے جماعت احمدیہ کیلئے بے انتہا خوشی و مسرت اور ازدیاد ایمان کا باعث تھا۔ چونکہ یہ اطلاع جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء سے عین قبل موصول ہوئی تھی اس لئے حضور نے ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ء کو جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے احباب کو بھی یہ خوشخبری سنائی۔ اس خوشخبری کا سننا تھا کہ جلسہ میں بیٹھے ہوئے احباب جماعت جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور ان پر اہتزاز کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ انہوں نے نہایت والہانہ انداز میں اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت امیر المومنین زندہ باد کے پرجوش نعرے بلند کئے۔ اور ساتھ ہی جذبات تشکر سے لبریز دلوں سے رقت آمیز لہجوں میں یہ آوازیں بھی بلند ہوئیں کہ "امیر المومنین! آپ کو اپنے عہد کی پہلی عظیم الشان کامیابی مبارک ہو" ... یہ تھی عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات کے نئے پچیس سالہ دور کا روح کیف آغاز، جس نے ہر طرف مسرت و انبساط کی لہر دوڑا دی اور

ہزاروں ہزار مومنوں کو خدائی وعدوں کے ایسے عظیم الشان ظہور پر جذبات تشکر سے لبریز کر کے از خود وارفتہ بنا دیا۔ انہیں بجا طور پر یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ ایک نئے آسمان کے نیچے نئی زمین پر ہیں اور اپنے چاروں طرف خدا کے افضال کو بارش کی طرح برستے دیکھ رہے ہیں۔

محترم الحاج ایف ایم سنگھاٹے خلافت ثانیہ کے نہایت بابرکت عہد میں محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ گیمبیا کے ذریعہ ۱۹۵۶ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ اسی سال آپ جماعت احمدیہ گیمبیا کے وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۹۵۷ء میں آپ کو جماعت کا پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ فروری ۱۹۶۵ء میں گیمبیا کو جو اب تک برطانوی نوآبادی تھا مکمل آزادی حاصل ہوئی۔ اسی سال کے اواخر میں ایکٹنگ گورنر جنرل کے طور پر آپ کی تقرری کا اعلان ہوا۔ اور فروری ۱۹۶۶ء کے پہلے ہفتہ میں انگریز گورنر جنرل کے واپس جانے پر آپ نے اس عہدہ کا چارج لیا۔ یہ سب ترقیات انہیں جلدی جلدی ملتی چلی گئیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بہت بڑے اعزاز کے لئے منتخب کیا ہوا تھا۔ ایک ایسے اعزاز کے لئے کہ آئندہ آنے والی نسلیں قیامت تک ان کی یاد پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرتی رہیں اور ان کا تذکرہ ایک خدائی نشان کا مظہر ہونے کی حیثیت میں ان کے بعد بھی ہمیشہ محبت و احترام سے ہوتا رہے۔

وہ خدا جس نے انہیں اپنے فضل سے قبول حق کی توفیق عطا فرمائی اور ملک کے سب سے بڑے عہدہ پر فائز کیا اب وہ ایک اور رنگ میں ان پر مہربان ہوا۔ وہ اس طرح کہ اس نے ان کے دل میں یہ خواہش پیدا کی کہ جب خداوند تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے گورنر جنرل کے عہدہ تک ترقی دی ہے تو کیوں نہ میں مملکت گیمبیا کا صدر ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈوں۔ اور خدا سے اس کے اس غیر معمولی فضل کا طالب ہوں کہ وہ مجھے بھی ان بادشاہوں (یا بالفاظ دیگر مملکتوں کے سربراہوں) میں شمولیت کا شرف بخشے جن کے لئے خدائی الہام کے بموجب حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنی مقدر ہے۔ چنانچہ انہوں نے سلسلہ میں ایک مدت تک دعائیں کرنے اور بکثرت درود شریف کا ورد کرنے کے بعد جون ۱۹۶۶ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کر کے یہ درخواست کی کہ مجھے حضور علیہ السلام کے کپڑوں میں سے کپڑے کا ایک ٹکڑا بطور تبرک عنایت فرمایا جائے تا کہ میں اس سے برکت حاصل کر سکوں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ایک ٹکڑا ارسال کر کے محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ

گیمبیا مشن کے ذریعہ محترم فرمان محمد سنگھاٹے صاحب (جن کو قبولِ احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی تھی) کے سپرد فرمایا کہ وہ اسے بذریعہ ڈاک سنگھاٹے صاحب تک پہنچانے کا انتظام کریں۔ چنانچہ یہ مقدس تبرک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ان کو ارسال کیا گیا۔ جو ۲۲ جولائی کو انہیں موصول ہوا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ بشارت بھی شائع فرمائی تھی کہ بادشاہ حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور خدا ان کے وجودوں میں برکت کے آثار ظاہر کرے گا۔ چنانچہ حضور نے اپنی کتاب تجلیاتِ الٰہیہ میں تحریر فرمایا ہے:

"عالم کشف میں مجھے بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جوا اٹھائیں گے اور خدا انہیں برکت دے گا۔"

(تجلیات الٰہیہ حاشیہ صفحہ ۲۱)

چنانچہ حضور علیہ السلام کا مقدس کپڑا محترم سنگھاٹے صاحب کو موصول ہونے کی دیر تھی کہ خدا نے انہیں آئندہ ملنے والی برکتوں کے پیش خیمہ کے طور پر ایک خاص برکت عطا فرمائی اور وہ یہ کہ جس روز انہیں یہ مقدس کپڑا موصول ہوا عین اسی روز بی بی سی لندن سے یہ خبر نشر ہوئی کہ ملکہ برطانیہ ہر میجسٹی الزبتھ دوم نے جناب فرمان محمد سنگھاٹے کو جو اب تک قائم مقام گورنر جنرل کے طور پر کام کر رہے تھے گیمبیا کا باقاعدہ پہلا افریقی گورنر جنرل مقرر کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

صداقتِ احمدیت کا یہ عظیم الشان نشان اپنے پورے کمال کے ساتھ تو ابھی مستقبل میں پورا ہوگا۔ جب کہ ایشیا، مشرقِ وسطیٰ، یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے حکمران یکے بعد دیگرے اسلام قبول کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تاہم اس کی یہ پہلی اور ابتدائی جھلک جو گیمبیا کے سربراہِ مملکت محترم جناب فرمان محمد سنگھاٹے کے وجود میں ظاہر ہوئی ہے اپنی عظمت و شوکت اور جلالتِ شان کے لحاظ سے کچھ کم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو جو بظاہر دنیا والوں کی نظر میں ناممکن نظر آتا تھا اپنی دستِ قدرت سے ممکن کر دکھایا اور اس طرح اپنی ہستی کا ثبوت دے کر نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اور حضور کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دکھایا۔ لہٰذا اس عظیم الشان نشانِ صداقت کی یہ پہلی اور ابتدائی جھلک بھی اپنی عظمت و جلالتِ شان کے اعتبار سے ہمارے لئے نہایت درجہ ایمان افروز اور روح پرور ہے۔ اس پر ہم جس قدر بھی خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائیں کم ہے۔

پھر اس عظیم الشان نشانِ صداقت کی یہ پہلی اور ابتدائی جھلک ہمارے لئے ایک اور لحاظ سے بھی حد درجہ ایمانوں کو تقویت پہنچانے، روحوں کو بالیدگی بخشنے اور دلوں کو اور بھی زیادہ جذباتِ تشکر سے لبریز کرنے والی ہے اور وہ یہ کہ یہ خلافتِ ثالثہ کے نئے مبارک دور کے آغاز میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور اس حال میں ظاہر ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو غیر معمولی ترقیوں کے نئے پچیس سالہ دور کی بشارت ملنے کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر اندر رونما ہوئی ہے۔ اس طرح اس نشان نے احمدیت کی صداقت کے ساتھ ساتھ خلافتِ ثالثہ کی حقانیت کو بھی روزِ روشن کی طرح آشکارا کر دکھایا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

پھر اس بشارت کا پہلا اور ابتدائی ظہور محترم فرمان محمد سنگھاٹے گورنر جنرل گیمبیا کے انتہائی خوش بخت اور ذی مرتبت ہونے پر دال ہے۔ اس میں شک نہیں ایک وقت وہ بھی آئے گا جب دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اور مملکتوں کے سربراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی تمنا کریں گے۔ لیکن اولیت کا جو خصوصی شرف محترم سنگھاٹے صاحب کے حصہ میں آیا ہے اب وہ انہی کا حصہ ہے۔ کوئی دوسرا اس میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔ پھر وہ ان خوش نصیب بادشاہوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے ایک صدی قبل کشف میں دکھلائے گئے تھے۔ یعنی ان کی اپنی پیدائش سے بھی نصف صدی قبل اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں باریابی کا شرف بخشا۔ اور اس طرح بہت بعد میں آنے کے باوجود ایک رنگ میں صحابہ کے مقدس زمرہ میں شمولیت کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ اپنی خوش بختی و خوش نصیبی پر محترم سنگھاٹے صاحب لائق صد مبارکباد ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں بصد احترام دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو ان تمام برکتوں سے مالا مال فرمائے جن کا خدا کی الہامی باتوں میں ایمان لانے والے خوش بخت و خوش نصیب بادشاہوں اور حکمرانوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔

منقولات

بے دھڑک اسراف

کانپور ۲۴ر اگست۔ کانپور میں پہلی بار ۲۴ لاکھ کے صرفہ سے ایک زندہ عجائب خانہ کھل رہا ہے۔ اور یہ شہر کے ایک قدرتی طور پر حسین و خوشنما علاقہ میں قائم ہوگا ..... آخری فیصلہ اور منظوری کے لئے یہ معاملہ کابینہ کے سامنے آرہا ہے اور امید ہے کہ ۲۴ر نومبر ۱۹۶۶ء تک یہ زندہ عجائب خانہ کھل جائے گا۔

جی ہاں ۲۵ لاکھ کی یکمشت رقم، اور پھر واللہ اعلم سالانہ کس بار مصارف کے یہ چڑیا گھر اس وقت کھل رہا ہے۔ جب ہزاروں نہیں لاکھوں بندگانِ خدا بھوک اور مفلسی کے شکار ہو رہے ہیں! چیتے اور گینڈے، سانپ اور اژدھے بہتر سے بہتر خوراک اور سکونت گاہیں حاصل کریں گے۔ اور حیوانی معیار سے عیش و تنعم کی زندگی بسر کریں گے، اس حال میں کہ آدم کے بچے پیٹ بھرنے کو بھی ترس گئے ہیں اور ان کی امداد کے لئے رقمیں برطانیہ اور امریکہ، اٹلی اور فرانس سے بٹور کر لائی جائیں گی! ..... یہ محض ایک نمونہ ہے اس نمائشی زندگی کے عذاب کا جو "ماڈرن ازم" نے انسانیت پر مسلط کر دیا ہے۔ یہ چڑیا گھر اگر نہ کھلے تو آخر ملک کی کسی ضرورت کے پورے ہونے میں کیا کمی رہ جاتی تھی؟ اور اس کے قائم ہو جانے سے آخر کون سی اخلاقی، اصلاحی، معاشی ضرورتیں پوری ہو کر رہیں گی! وقت، تو اس کا تھا کہ کلکتہ، بمبئی، حیدرآباد، دہلی، لکھنؤ وغیرہ کے قدیم چڑیا گھروں میں ہر ایک پر جو لاکھوں روپیہ ہر سال بے دریغ اٹھتے اور لٹتے رہتے ہیں، انہیں کو ختم کر دیا جاتا، چہ جائیکہ نئے سرچشمے اسراف و اتلافِ زر کے پیدا کئے جائیں۔

(صدقِ جدید لکھنؤ ۹/۹/۶۶)

بدر:— اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک کو درپیش بیسیوں اہم مسائل کے پیشِ نظر فی الوقت ایسے زائد اخراجات کرتے چلے جانا بقول مولانا صاحب بے دھڑک اسراف ہے۔ مگر ذرا غور تو فرمائیں کہ ایسی اقتصادی مشکلات کے باوجود خوب سوجھ بوجھ رکھنے والے جو اس کام پر ڈٹ گئے ہیں معلوم ہوتا ہے اس کے پیچھے بلاشبہ اس قادر و توانا خدا کی پُر حکمت تدبیر کام کر رہی ہے جس نے آج سے پونے چودہ سو سال پہلے قرآن پاک کے ذریعہ اس آخری زمانہ میں پوری ہونے والی بات کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ عام حالات میں ایسے چڑیا گھروں کا ملکوں بنایا جانا بھی اس پیشگوئی کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔ لیکن ایسے مالی مشکلات میں پھنسے ہوئے ہمارے ملک کو اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے جبکہ ایک ایک مالی سکیم کو بڑے غور و فکر کے بعد بروئے کار لایا جاتا ہے۔ ہماری نگاہ میں اس ماحول میں مذکورۃ الصدر پیشگوئی کی صداقت زیادہ بیّن اور مبرہن رنگ میں ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سے اس ذاتِ مقدس کی صداقت اور دینِ اسلام کی سچائی بھی روزِ روشن کی طرح کھل جاتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بے سر پیر کا ایجی ٹیشن

راشٹریہ سیوک سنگھ کے گرو گول والکر نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے حکومت سے کہا کہ وہ تمام ہندوستان میں گائے کشی پر پابندی لگا سکے۔ آپ نے کہا کہ گائے کی حفاظت ایسی ہی ہے جیسے قوم کی حفاظت۔ ہم قوم کا تحفظ چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی گائے کے تحفظ کو بھی قومی تحفظ کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔!

یہ بات طے شدہ ہے کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کو کچھ نہ کہنا چاہئے۔ تیرہ ریاستوں میں گائے کا ذبیحہ قابلِ تعزیر جرم قرار دے دیا گیا اور مسلمان منہ بند رہے۔ تو اب تین چار ریاستوں کے خالص مسلم علاقوں میں اگر پابندی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

پھر ایسے عظیم الشان نشان کے ظہور کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے اور خلافتِ ثالثہ ایسی رفیع الشان خلافت کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق ملنے پر ہمارا خود بھی خوش بخت اور خوش نصیب ہونا اظہر من الشمس ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر آن اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے رہیں اور اپنے اس فرض سے کبھی غافل نہ ہوں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اور آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانی و ایثار کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھائیں کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ہمیں ان عظیم الشان ترقیات سے نوازتا چلا جائے جو اس نے آئندہ پچیس تیس سال میں اپنے وعدہ کے مطابق ہمارے لئے مقدر فرمائی ہیں۔ اے خدا تو اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق دے اور آپ ہی اپنے فضل سے ہمیں اس کے عظیم الشان ثمرات سے نوازے۔ کیونکہ سب کچھ تیرے ہی فضل پر منحصر ہے۔

ایک پیغامی کی بدبختی اور "نمک حرامی" کی انتہا

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جناب مولوی محمد علی صاحب سابق امیر اہل پیغام لاہور کے ایک برادر نسبتی ممتاز احمد فاروقی نے اپنی گندی کتاب "فتح حق" میں ہمارے مرحوم و مغفور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جی بھر کر گالیاں دی ہیں اور آپ پر گند اچھالا ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر ذریت طیبہ کو ناپاک قرار دیتے ہوئے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو بھی مورد الزام ٹھہرایا اور لکھا ہے کہ

"ان الہاموں کے درمیان ایک الہامی دعا حضرت مرزا صاحب کی زبان پر جاری کر کے اس امر کی طرف لطیف اشارہ بھی کر دیا کہ موجودہ اولاد طیب اور پاک نہیں ہے جیسا کہ الہام "رب ھب لی ذریۃ طیبۃ" یعنی اے میرے رب مجھے پاک اولاد عطا فرما۔ کتاب تذکرہ صفحہ ۳۸ سے ظاہر ہے اور اس الہامی دعا کے بعد حضرت مرزا صاحب کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔"

گویا اس ظالم طبع انسان نے نہ صرف یہ کہ آپ کی ذات پر حملہ کیا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خدا تعالیٰ کی ذات کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت اقدس کی بعض ضروری دعائیں جو خود خدا تعالیٰ نے آپ کو سکھائی تھیں قبول نہ ہوئی تھیں۔ یہ کتنا بڑا حملہ ہے جو اس نے محض آپ کی ذریت طیبہ سے عناد کی وجہ سے آپ پر اور خدا تعالیٰ کی ذات پر کیا ہے۔ گویا صاف یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کر کے ایک دعا سکھلائی اور پھر اسے باوجود پورا نہ کر سکنے یہ ثابت کر دیا کہ یہ شخص خدا کی نظر میں مقبول نہیں اور یہ کہ وہ خود وعدہ کر کے بھی پورا نہیں کرتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بکثرت دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ دے رکھا تھا اور ... تمام قبولیت نہ کی جانے والی تھیں ان کے متعلق خود ہی پہلے سے استثنار فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا تھا۔ "اجیب کل دعائک الا فی شرکائک" کہ صرف شرکاء کے متعلق میں تیری کوئی دعا قبول نہ کروں گا ان کے سوا باقی سب دعائیں قبول ہوں گی اور یہ تیری صداقت کا بہت بڑا نشان ہوگا جس کے مقابلہ سے مخالفین عاجز و قاصر رہیں گے۔ اس کے بعد یہ ناممکن تھا کہ حضرت اقدس کی اولاد کے متعلق کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور آپ کو خدا تعالیٰ مزید پاک ذریت و نسل عطا نہ فرماتا۔ پس فاروقی صاحب کا مذکورہ دعویٰ نہ صرف یہ کہ آپ کی صریح تکذیب ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے واضح الہام و وعدہ کی بھی توہین ہے۔ موجود الوقت اولاد کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پاک اور طیب ہونے کے بارہ میں خود ہی بشارت دے رکھی تھی۔ چنانچہ اس بشارت سو کہ آپ نے اپنے اشعار میں واضح الفاظ میں کر دیا تھا۔ فرمایا۔

یہ ہوں میں دیکھوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یعنی میری انتہائی خواہش ہے کہ میری اولاد میری وفات کے وقت بھی نیک و متقی ہو اللہ تعالیٰ نے میری اس خواہش کے مطابق میری دعا سے بھی پہلے اس بارہ میں مجھے بشارت دے کر تسلی کر دی ہوئی ہے اور بتا دیا ہوا ہے کہ وہ یقیناً متقی اور پاک ہے اور ایسا ہی وہ وفات کے وقت بھی پاک و متقی ہوگی۔ چنانچہ مزید بشارت کا ذکر حسب ذیل اشعار میں فرمایا۔

کہا ہر گز نہیں ہوں گے یہ برباد!
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بار ہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس موجود الوقت اولاد کے متعلق خدا تعالیٰ کے اس فیصلہ اور عظیم الشان بشارت کو رد کر دینا اور پس پشت پھینک دینا ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جن کے دل کینہ و عداوت و بغض سے جل کر سیاہ ہو چکے ہوتے ہیں کیا فاروقی صاحب کو حضور کو ملنے والی ان بشارات کا علم نہیں۔ کیا وہ اس پر حلف اٹھا سکتے ہیں۔ اور اگر نہیں تو کیا اس کے صاف یہ معنی نہیں کہ وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات سے سراسر منافیانہ کارروائیاں کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

واضح رہے کہ رب ھب لی ذریۃ طیبۃ والا الہام اس مذکورہ بشارت عظمیٰ کے قطعاً خلاف نہیں کیونکہ یہ موجود الوقت اولاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ آئندہ ہونے والی اولاد سے متعلق تھا کیونکہ جس اولاد کے متعلق خدا تعالیٰ خود فرما چکا کہ طیب ہے اور طیب ہی رہے گی۔ اسی کے متعلق وہ دوسرے الہام میں اپنے ہی قول کے خلاف برعکس فرما سکتا تھا کہ وہ اولاد گندی ہے اب تو اس کی بجائے نیک اولاد کے لئے دعا کر۔ اور پھر جب خود ہی نیک اولاد کے لئے دعا بھی سکھا دی تو اسے پورا کیوں نہ کیا۔ کیا فاروقی صاحب اپنا اس تعلق پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ اس کے تو صاف یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جھوٹا وعدہ کر کے نہ صرف حضرت اقدس کو ہی جھوٹا ظاہر کیا بلکہ اپنے جھوٹا ہونے پر بھی مہر لگا دی نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔

بات صاف تھی کہ مذکورہ بشارت تو موجود الوقت اولاد کے متعلق تھی ہر جگہ ذریت سے مراد صرف موجود الوقت اولاد ہی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات بعد والی اولاد بھی مراد ہو سکتی ہے۔ یہ جہاں خدا تعالیٰ نے موجود الوقت اولاد کے تقویٰ کی بشارت دی وہاں آئندہ آنے والی نسل و ذریت کے متعلق بھی اس کے پاکیزہ ہونے کے بارہ میں دعا سکھلا دی گویا اس طرح ذریت کے دونوں حصوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ بتایا کہ وہ پاک و طیب ہیں۔ انسان یہی چاہتا ہے کہ اس کی موجودہ اولاد بھی پاک و طیب ہو اور آئندہ ہونے والی اولاد بھی پاک و طیب ہو۔ اگر کوئی نیک اولاد رکھتے ہوئے بھی مزید نیک اولاد کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس کی موجودہ اولاد پاک نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی دعا انسان اسی وقت کرے جبکہ اس کی موجود الوقت اولاد نیک نہ ہو جبکہ نیک اولاد کے لئے ایسی دعا کی جا سکتی اور کی جاتی ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجود الوقت اولاد پاک و طیب نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے خود اس کے متعلق متواتر بشارات کیوں دیں۔ اور اس کو مخالفین کے لئے عظیم الشان نشان کیوں ٹھہرایا اور اسے آئندہ اسلام کی بنیاد رکھنا قرار دیا اور یہ کیوں فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ سے تیرے نوروں کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے گا جیسا کہ حضور کی حسب ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

پس حضور کی اولاد نہ صرف ایک عظیم الشان نشان اور قبولیت دعا کا زبردست ثبوت ہے بلکہ وہ آئندہ بننے والی اسلام کی عالمگیر عمارت کی بنیاد ہے اور تمام دنیا کی ہدایت و برکت کے لئے مجسم رحمت ہے۔ اور موجودہ لادینی اور دہریت کے دور کے لئے خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی کا زندہ جاوید مینار ہے جسے نادان اپنی عداوت کی وجہ سے گرانا چاہتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے یہ خبر بار بار دے رکھی ہے کہ آپ کی اولاد کے دشمنوں کو وہ ذلیل و خوار اور رسوا اور ناکام و نامراد کرے گا جیسا کہ اس نے اب تک ایسا کر کے دکھا بھی دیا ہے۔

پس کیا کوئی اپنی تیار کی ہوئی عمارت کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے گرا سکتا ہے۔ بیشک نادان انسان تو ایسا کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اہل پیغام نے پہلے ایک عمارت بنائی۔ اور اسے اپنے ہاتھوں سے گرانے کے لئے پورا زور صرف کر دیا گو وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ تو ایسا نہیں کر سکتا معترض کا یہ لکھنا کہ

"اس الہامی دعا کے بعد حضرت مرزا صاحب کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی" کس قدر واقعات کے صریح خلاف ہے اور سورج سے بھی زیادہ روشن حقیقت کی تکذیب ہے۔ کیونکہ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو بکثرت اولاد عطا کی ہے اور کر رہا ہے۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تو ہرگز نہیں کیا گیا تھا کہ آئندہ تیری زندگی ہی میں مزید پاکیزہ اولاد پیدا ہونے کے لئے یہ دعا ہے اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ نادان معترض نے خیال کیا ہے تو اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ اس کے نزدیک اس دعا کی عدم قبولیت کی وجہ سے آپ کا دعویٰ مخدوش ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا بھی جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے صریح خلاف ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ

اس پیشگوئی میں آئندہ جو مزید نسل پیدا ہونے والی تھی۔ اس کے متعلق پاکیزگی کی دعا استعمال کی گئی تھی سو خدا تعالیٰ نے آپ کو زکی نسل اس دعا کے مطابق طیب و پاک عطا کر کے اسے بھی ایک عظیم الشان نشان بنا دیا۔ مزید اولاد بھی دی اور اسے مقام انقاد بھی عطا فرمایا۔ پس یہ تو آپ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا سامان کیا ہے جبکہ یہ لوگ اپنی عداوت ظاہر کر کے اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں حالانکہ آج دنیا اس نشانِ عظیم کو بڑی شان سے پورا ہوتے دیکھ رہی ہے اور اس سے برکات حاصل کر رہی ہے اور اسلام کو اس سے عظیم الشان ترقی اور شان و شوکت حاصل ہو رہی ہے۔ پس معترض کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ کس طرح اس کی عداوت محمود نے اسے اللہ تعالیٰ اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ پر لا کھڑا کیا ہے۔ اسے چاہیئے کہ جلد اپنی خرافات سے توبہ کرے کیونکہ یہ باتیں اس کے سلبِ ایمان کی نشان دہی کر رہی ہیں کہ وہ جس اعتراض کا نشانہ وہ ہمارے امام کو بنانا چاہتا ہے۔ وہ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اور مسیح موعودؑ پر پڑ رہا ہے اس نادانی کو نہ سمجھنا ایک بڑی نادانی ہے اس نادانی نے اسے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ اسے چاہیئے تھا کہ وہ اپنے بہنوئی جناب مولوی محمد علی صاحب کے حسرتناک و عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرتا۔ مگر وہ عبرت حاصل کرنے کی بجائے ان کے نقشِ قدم پر قدم مار رہا ہے ... در جگ ہنسائی کا موجب بن رہا ہے اس سے خدا تعالیٰ کے مبشر خلیفہ کا تو کچھ نہ بگڑے گا البتہ حقیقت کے ظاہر ہونے پر خود اس کی اپنی رسوائی ہوگی اور لوگوں پر یہ بخوبی کھل جائے گا کہ حضرت اقدس کو ماسوسی کا دعویٰ کرنے والا یہ شخص بھی کس طرح ان کے خلاف بشاطرانہ چال چل رہا ہے۔ اور دنیا کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کے لئے کس قدر کوشاں ہے۔ واقعی یہ بدبختی اور "نمک حرامی" کی انتہا ہے اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ان کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں رہا۔ اگر خدا کا خوف ہوتا تو ان کے بہنوئی جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگر اکابرین کی پہلی تحریرات جو وہ حضرت اقدس کی موجود اولاد کے متعلق شائع کر چکے تھے اور جن میں کھلے لفظوں میں اس کی نیکی تقویٰ اور پاکیزگی کا بار بار اعتراف موجود تھا ردی کی ٹوکری میں نہ پھینک دی جاتیں۔ مولوی صاحب موصوف کی تحریرات میں سے اس جگہ ایک تحریر کا درج کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا انہوں نے لکھا ہے کہ

"میں بار بار کہتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتا ہوں وہ میرے آقا کے صاحبزادے ہیں اگر میں ان کی عزت و احترام کو ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمک حرامی ہوگی۔"

(پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ پیغامی ٹولہ کے یہ سربراہ جنہوں نے اس قدر جوش کے ساتھ آپ کے عدم احترام کو "نمک حرامی" قرار دیا تھا جب اپنے اہل عیال و پیغامی ٹولہ کے میدان نمک حرامی میں اتر آیا اور آئندہ آنے والی اپنی نسلوں کو بھی اس نمک حرامی میں مبتلا کر گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طہارت و پاکیزگی پر خدا کی فعلی شہادت

دنیا دیکھ چکی ہے کہ ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک اہل پیغام اور دیگر مخالفین نے آپ کے خلاف کس قدر زور لگایا کہ آپکو بدنام کر کے جماعت کو پراگندہ کر دیں۔ اور اس کا شیرازہ بکھیر دیں۔ مگر آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس کی نصرت اور تائیدات کی فعلی شہادت نے ان الزامات و افتراؤں و اتہامات کا ہمیشہ جواب دے کر معاندین کو شرمندہ اور رسوا کیا۔

آپکی پاکیزگی پر اہل پیغام کے بزرگوں کی شہادت

علاوہ ازیں خود ان کے بزرگ بھی ان کا منہ بند کر چکے ہوئے ہیں اور اس بارہ میں اپنے بیان شائع کر کے آپ کی پاکدامنی کا اعتراف و اعلان کر چکے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس جگہ ان کے بیانات میں سے بعض کو درج کر کے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آج آپ کس طرح اپنے بزرگوں کے خلاف لکھکر ان کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی بزرگی و طہارت نفس و تقویٰ و عفت اور اعلیٰ پاکیزگی کے متعلق ان کا اعتراف ان لوگوں کی تسلی کا موجب نہیں تو پھر اور کس کا بیان اور گواہی موجب تسلی ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سابق امیر اہل پیغام نے تحریر فرمایا تھا کہ

"اس وقت صاحبزادہ صاحب (حضرت مرزا محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ناقل) کی عمر ۱۸-۱۹ سال کی ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے ایک خارق عادت بات ہے۔ .... ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ ایک سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا ہے۔ جھوٹ تو ایک گندہ ہے پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان جلد ۵ صفحہ ...)

اس میں کس قدر وضاحت اور صراحت سے مدلل طور پر نہ صرف آپ کی پاکیزگی کا اقرار کیا ہے بلکہ اسے دوسروں کے لئے بطور دلیل صداقت کے رکھ کر ان کو دعوت فکر دی ہے اور بعض فاروقی جیسے دریدہ دہن لوگوں کو جو آپ پر گندا چھالتے "ایسے سیاہ دل لوگ" قرار دیا ہے۔ کیا اب بھی فاروقی صاحب کو یہ بغضِ طاب حاصل کر کے چین نہ آئے گا۔ اور اطمینان حاصل نہ ہوگا۔

(۲) اسی طرح جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور نے حضور کے متعلق اپنے اخبار میں یہ شائع کیا تھا کہ

"پیارے ناظرین! ہم آپ کو یقین کامل دلاتے ہیں کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ۔ ناقل) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجا اور ماویٰ سمجھتے ہیں اور انکی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلّی کو مانتے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔"

(اخبار پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

(۳) ایسا ہی یہ بھی شائع کیا تھا کہ

"اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند، صاحب علم، صاحب عفت، صالح اور نیک اطوار اور آئمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں اور یہ سب فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی آل ہیں اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔"

(اخبار پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

ان واضح بیانات نے فاروقی صاحب کے الزامات و اتہامات کو غلط اور بے بنیاد ثابت کر دیا ہے کیا ان کے بعد بھی ان کے جھوٹے بہتانات کی کوئی وقعت باقی رہ جاتی ہے۔ کیا فاروقی صاحب ہمیں بتا سکتے ہیں کہ اگر فاروقی صاحب کا بیان اپنے اندر کوئی حقیقت رکھتا ہے تو انکے ان بزرگوں کے ان بیانات کی کیا پوزیشن رہ جاتی ہے آیا انکے مذکورہ بزرگوں نے یہ بیانات حقیقت کے خلاف دیئے تھے اور محض منافقانہ طریق اختیار کرتے ہوئے شائع کئے تھے یا انکے بیانات حقیقت و صداقت پر مبنی تھے اگر ان کے بیانات سچے تھے تو آج خود آپ کا اپنا بیان کیوں مردود اور خلاف واقعہ نہیں۔ اگر ان کا اپنا بیان درست ہے تو کیا ان بزرگوں کے بیانات جھوٹ اور منافقت تھے۔ ایسی صورت میں کیا وہ پھر بھی اپنے ان بزرگوں کو ان کے جھوٹ منافقت اور خلاف واقعہ بیانات کی وجہ سے گلے سے لگائے رکھیں گے یا ان کے بیانات کو سچا اور مبنی بر حقیقت تسلیم کر کے اپنی بہتان تراشیوں سے رجوع کر کے حق کا ساتھ دیں گے۔ لیکن اگر فاروقی صاحب نے "نمک حرامی" کا اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے تو ان کو مبارک ہو۔ یہ خطاب ان کے لئے ان کے اپنے بہنوئی صاحب کا عطا کردہ ہے جس سے نہ صرف ان کو ہی حصہ ملا ہے بلکہ ان کے دیگر ساتھیوں کو بھی۔ اس لئے وہ اس پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔ اپنی اپنی پسند ہے یہ عجیب تماشا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی ناک خود ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے کٹوا رکھی ہے۔ چونکہ وہ ان کو نظر نہیں آتی اس لئے بحالتِ مجبوری ہمیں ہی ان کا ہاتھ پکڑ کر اس پر رکھنا پڑتا ہے۔

زکوٰۃ کا فریضہ ادا کر کے آخرت کے عذاب سے بچنے کی کوشش فرماویں۔

مکرم ڈاکٹر محمد لطیف صاحب مرحوم آف جے پور کا ذکر خیر

ذیل کا مضمون ایک مخلص جماعت دوست مکرم خداداد خان صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی کا تحریر کردہ ہے جس میں آپ نے مرحوم ڈاکٹر صاحب کے ذاتی حالات و اوصاف اور پسندیدہ شخصیت کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ مرحوم ڈاکٹر صاحب کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور ان پر راضی ہو۔ آمین ۔ (ایڈیٹر)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء کو بمقام امرتسر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مرحوم ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کا شمار معزز زین شہر و شرفائے وقت میں ہوتا تھا۔ ہونہار باپ کو خدا نے ہونہار اولاد سے نوازا تھا۔ اور ابتی تعلیم کے حصول کے لئے اپنے والد کی دلچسپی کا وجہ سے کم سنی ہی میں عربی فارسی پر دسترس حاصل کی۔

۱۹۲۳ء میں آگرہ سے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی۔ پھر ٹریننگ کی غرض سے بمبئی تشریف لے گئے۔ یہاں میڈیسن کے پرچہ میں سو نمبروں میں سے ننانوے نمبر حاصل کر کے امتیازی ریکارڈ قائم کرتے پر سنہری تمغہ حاصل کیا۔ ۱۹۲۳ء میں A.S. کی حیثیت سے سرکاری ملازمت میں قدم رکھا اور ۱۹۴۹ء میں سرخروئی اور نام آوری کے ساتھ پنشن پر ریٹائر ہوئے۔

آپ کے حقیقی چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور کے پرائیویٹ پریکٹیشنر وں میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے مرحوم کو اپنے بھائی سے بے پناہ محبت تھی۔ ۱۹۶۴ء میں سعید صاحب کے انتقال نے مرحوم کی کمر توڑ دی۔ راقم الحروف بھی سعید صاحب مرحوم کے آخری جلوس میں شریک تھا اور سعید صاحب کی موت سے زیادہ مرحوم ڈاکٹر لطیف صاحب کی حالت پر دل ہی دل میں رو رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب جیسا صابر اور متحمل انسان اُس وقت میرے کندھے پر ہاتھ رکھے بغیر ایک قدم چلنے سے مجبور تھا۔ اس وقت وہ یہی خیال ہوتا تھا کہ وقت بڑے سے بڑے زخم کا مرہم ہوتا ہے یہ زخم بھی رفتہ رفتہ مندمل ہو جائے گا۔ لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔ اور ڈاکٹر صاحب کو بھائی کا غم گھن کی طرح کھاتا رہا۔ موت کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیئے

وفات سے قبل شدت کی بے چینی تھی مگر مرحوم اسے برابر چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ آپ کے صاحبزادہ مومن لطیف صاحب نے دریافت کیا کہ اباجی کیا ڈاکٹر کو بلا لوں تو فرمانے لگے کہ بیکار ہے۔ اب میں بھی رب کُلّ شیءٍ خادمک

پڑھ رہا ہوں اور تم بھی میرے پاس بیٹھ کر پڑھتے رہو۔ آخری وقت تک مرحوم کی انگلیوں کی حرکت ان کے اس ورد کی گواہی دے رہی تھی۔

مرحوم ایک الگ ہی شخصیت کے مالک تھے چہرہ بشرہ سے پنجابی النسل ہونے کا پتہ چلتا تھا توانا جسم، لمبا قد، گورا رنگ، چہرہ پر چھوٹی سی نہایت خوشنما داڑھی۔ خوش پوشاک ایسے کہ ہر لباس پھبتا تھا۔ مکان پر اکثر پنجابی شلوار استعمال کرتے تھے۔ جو ڈاکٹر صاحب پر اس قدر کھلتی تھی کہ نظر لگنے کا گمان ہو گفتگو نہایت آہستہ آہستہ کیا کرتے تھے۔

مرحوم صحیح معنی میں ہر دلعزیز انسان تھے۔ جو ایک مرتبہ ان سے مل گیا وہ انہی کا ہو رہا۔ مریضوں کا علاج دواؤں کے ذریعہ ہوتا ہی ہے مگر مرحوم کے تسلی بخش جملے دوا سے زیادہ کام کرتے تھے۔

عزیزوں سے محبت کا یہ عالم کہ جب کبھی وطن تشریف لے جاتے تو تمام اعزاء کے مکان پر خود تشریف لے جاتے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ اچھے لوگوں سے کچھ لوگ بغض و حسد بھی رکھتے ہیں مرحوم ایسے لوگوں کو پہچانتے ہوتے بھی ان کے ساتھ خوش سلوکی سے پیش آتے اور وقت آنے پر قربانیاں بھی دیں۔ بعض رفقاء نے ایسے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے روکنا بھی چاہا مگر مرحوم نیکی کے راستہ سے نہیں ہٹے۔ اور اپنا فرض نبھاتے رہے۔ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ تم کو اپنے دشمن پر بھی احسان کرنا چاہیئے۔ اور بدلہ لینے کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہیئے۔ ایسی بات خدا کو بُری لگتی ہے۔ لازم ہے کہ ہر معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔

باپ کی محبت تو مسلّم ہے لیکن ڈاکٹر لطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص عادت تھی کہ Clinic سے آنے کے بعد اس وقت تک کھانا کھانے کی میز پر نہیں بیٹھتے تھے جب تک گھر کے تمام افراد نہ آ جاتے خواہ کتنی ہی دیر انتظار کرنا پڑے۔ کھانے وقت کھانے کے آداب سمجھایا کرتے تھے اور اکثر خدا اور رسول کی باتیں کیا کرتے تھے مرحوم کو تلاوت کا بہت شوق تھا اور بچوں کو بھی نماز کے ساتھ ساتھ تلاوت کی سختی سے تاکید کیا کرتے تھے۔

جوانی کے ایام سے ہی نماز کے سختی سے پابند تھے۔ تہجد اداکر کے اپنے مریضوں کی شفا کے لئے خاص طور پر دعا کرتے تھے جو بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ان کا ایک پرانا مریض ان کے مکان پر آیا۔ اتفاق سے ڈاکٹر صاحب جے پور سے باہر گئے ہوئے تھے مریض کچھ مایوس سا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ جو دوا ڈاکٹر صاحب دیتے تھے وہی میں نے ایک اور ڈاکٹر صاحب سے لکھوائی لیکن مجھے فائدہ نہ ہوا۔ دوبارہ جب ڈاکٹر صاحب سے حال کہا تو انہوں نے وہی دوا دی اور اسی دوا سے مریض اچھا ہو گیا

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کو دوسرے مذاہب کے متعلق بھی کافی معلومات تھیں۔ رامائن اور بھگوت گیتا پر آپ کو خاص عبور حاصل تھا۔ غیر

آپ کی ان معلومات سے بے حد متاثر ہوتے تھے۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن جے پور کی مشہور اور معزز لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ مرحوم کو اپنے باپ کی طرح سمجھتی تھیں اور مرحوم کی تیمار داری میں لگی رہیں۔

مرحوم نے اپنے پسماندگان میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ سب سے بڑے صاحبزادہ (جاوید) اختر جو ولایت میں ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان سے چھوٹے مومن لطیف جے پور میڈیکل کالج میں زیر تعلیم ہیں اور سب سے چھوٹے صاحبزادہ امجد لطیف وکالت کے طالب علم ہیں۔

تینوں لڑکیوں کی شادی خود مرحوم اپنے ہاتھوں سے کر چکے تھے۔ خدا کا شکر ہے سب اپنی اپنی جگہ خوش و خرم ہیں۔

خداداد خاں بی۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل بی

اعلان برائے امتحان و اجتماع ناصرات الاحمدیہ بھارت

تمام لجنات کو خطوط کے ذریعہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ ناصرات الاحمدیہ بھارت کا امتحان دینی معلومات ۲۵ر ستمبر بروز اتوار ہوگا۔

چھوٹے گروپ کا امتحان دینی معلومات اور نماز مع ترجمہ کا لیا جائے گا جس میں آٹھ سے دس سال تک کی لڑکیاں شامل ہوں گی۔

بڑے گروپ کا امتحان دینی معلومات اور نصف پارہ الٓمّ با ترجمہ ہوگا۔ اس میں گیارہ سال سے پندرہ سال تک کی لڑکیاں شامل ہوں گی۔

اجتماع ۱۶ر اکتوبر بروز اتوار ناصرات الاحمدیہ بھارت کا اجتماع ہر جگہ کیا جائے جس میں تقریری مقابلہ اور تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ رکھا گیا ہے۔

بڑے گروپ کے تقریری مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل عنوانات ہیں:۔

۱۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام
۲۔ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔
۳۔ حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے
۴۔ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

چھوٹے گروپ کا تقریری مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل عنوان ہوں گے:۔

۱۔ ہمارا مذہب ہمیں کیوں پیارا ہے۔
۲۔ احمدی بچیوں کے فرائض
۳۔ نماز کی اہمیت
۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق

بڑے گروپ کا تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ تیسرے اور چوتھے پارے میں سے ہوگا۔ اور چھوٹے گروپ کا تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ دوسرے پارے میں سے ہوگا۔

تمام لجنات اپنی اپنی جگہ ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع کروائیں اور صرف اول دوم آنے والی لڑکیوں کے ناموں سے مرکز کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ العزیز ان کو مرکز کی طرف سے انعامات بھجوائے جائیں گے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

بدر۔ احباب جماعت عہدیداران و مبلغین کا فرض ہے کہ وہ اخبار بدر کی توسیع اشاعت میں مدد و معاون ہو کر مشکور فرمائیں۔ کیونکہ یہ ہندوستانی احمدی جماعت کا واحد مرکزی اخبار ہے اور آپ کے پریس کی آواز ہے اسے جتنا مضبوط کیا جائے گا اتنی ہی آپ کی آواز میں طاقت و قوت پیدا ہو گی۔

(منیجر بدر)

اوڑیسہ میں شادی کی ایک تقریب

اور

تبلیغ و خدمتِ خلق کے مواقع

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار

اوڑیسہ ۲۶ راگست بروز جمعہ حضرت سید وزارت حسین صاحب نے اپنے صاحبزادے سید منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی خانہ آبادی کے سلسلہ میں جمیع جانے پہچانے اہالیان بستی و اقرباء کو طعام ولیمہ پر مدعو فرمایا۔ مظفر پور، پٹنہ، دمکا اور دوسرے مقامات سے بھی متعلقین حضرات نے شرکت فرمائی۔ مظفر پور سے عزیزم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب ... ان کے صاحبزادہ سید داؤد احمد صاحب مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب کے ہمراہ آئے اور خاکسار بھی تاریخ معینہ پر پہنچ گئے۔ یہ تقریب سعید اوّل تا آخر یعنی نکاح تا ولیمہ سید صاحب موصوف کے فرزند ارجمند محترمی سید فضل احمد صاحب ایس۔ پی دمکا کی زیر نگرانی انجام پذیر ہوئی البتہ دعوتِ ولیمہ کے موقعہ پر محترمی ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب بھی پہنچ گئے اور مشورہ اور انتظامات خصوصی میں شریک ہو گئے۔ اور جملہ افراد خاندان بچوں تک نے تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے پوری پوری سعی فرمائی۔ سید صاحب کے والد صاحب مرحوم کی ساری نسل تقریباً اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہے۔ البتہ آپ کے چچا کی نسل میں سے کوئی ایک بھی ابھی تک احمدی نہیں ہے۔ ان سب نے بھی پورا پورا تعاون فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب سعید جس میں کئی سو افراد نے کھانا تناول فرمایا بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تخم ریزی اوڑیسہ میں احمدیت کی تخم ریزی حضرت سید وزارت حسین صاحب مدظلہ العالی کے ذریعہ سے ہی ہوئی۔ آپ نے غالباً ۱۹۰۱ء میں قادیان دارالامان پہنچ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ بعدہٗ آپ کے منجھلے بھائی حضرت سید ارادت حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (والد ماجد جناب ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب) اور آپ کی والدہ محترمہ نے بیعت کی۔ آرہ و اردلی میں بھی اسی خاندان کی احمدیت شاخیں قائم ہو گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خاندان احمدیت کے ساتھ والہانہ عقیدت و اخلاص اور مالی قربانیوں، نیز علمی اور دنیوی وجاہت کے اعتبار سے صوبہ بہار کے مخلص احمدی خاندانوں میں سے ایک ہے۔ اس خاندان کے کچھ نوجوان اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ملازمت کے سلسلہ میں انگلینڈ، کینیڈا اور دوسرے ممالک میں بھی مقیم ہیں۔ اللّٰھم زدفزد۔

اوڑیسہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ سید صاحب موصوف کے اپنے بھتیجا مکرمی جناب سید شمس الدین احمد صاحب معہ افراد کنبہ کی دعوت ولیمہ میں شرکت بعض خاندانی تنازعات کی وجہ سے نہیں ہو رہی ہے۔ خاکسار کے توجہ دلانے سے کہ یہ امر سراسر اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے خلاف ہے جملہ احباب جماعت نے تعاون فرمایا اور اس طرح مکرم سید شمس الدین احمد صاحب نے بھی معہ خاندان دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک صالح جماعت اسلامی معاشرہ میں تنازعات کا پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ معاشرہ میں بھی بعض اوقات جھگڑے کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ لہذا اس امر سے کوئی معاشرہ پاک نہیں ہو سکتا۔ البتہ اکثر ذاتی جھگڑوں میں اُلجھ کر رہ جانا۔ تنازعات کو طول دینا اور ہٹ دھرمی، ضد اور اصرار کا راستہ اختیار کرنا، اور دوسروں سے عفو و درگزر اور جائز ہمدردی سے پیش نہ آنا، اسلامی روح کے منافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اس شعبۂ زندگی میں بھی ایسی مفصل، بین، سادہ، پُر حکمت اور بصیرت افروز تعلیم دی ہے کہ اس کا سرسری مطالعہ کرنے اور استمداد دعا کے ذریعہ سے انسان ان مجھنجھٹوں سے بچ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ کرو میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو۔ جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے، جذبات ہیں جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔" (الحکم)

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔"

ایک روایت حضرت سید وزارت حسین صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۰۲ء کو میں اور میرے منجھلے بھائی حضرت سید ارادت حسین صاحبؓ (جو کہ مع اہل و عیال تھے) قادیان دارالامان مستقل قیام کی غرض سے گئے تھے۔ ہمارے والد صاحب کو بہت فکر ہوئی اور انہوں نے حضرت منجھلے بھائی کے نسبتی بھائی کو پیچھے بھجوایا تاکہ وہ ہمیں سمجھا بجھا کر واپس پر آمادہ کر سکیں ہم لوگوں نے انہیں جواب دیا کہ اب ہم لوگ خود سے واپس نہیں جا سکتے جب تک حضرت اقدس ہمیں واپس جانے کے لئے ارشاد نہ فرما دیں۔ چنانچہ وہ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان لوگوں کے والدین ان کے یہاں چلے آنے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ حضرت اقدس نے جواباً فرمایا کہ یہ لوگ واپس جائیں گے اور ضرور جائیں گے لیکن ابھی نہیں ابھی تو یہ لوگ حال ہی میں آئے ہیں۔ چنانچہ وہ صاحب واپس چلے آئے اور ہم لوگ بھی خوش ہوئے کہ یہ مرحلہ بھی بخیر و خوبی گذر گیا لیکن چند ماہ گذرنے پر حضور نے خود ہی ہمیں فرمایا کہ اب واپس جانے کی تیاری کرو۔ سید وزارت حسین صاحب ریویو آف ریلیجنز کے دفتر میں مولوی محمد علی صاحب کے ماتحت کام کرتے تھے۔ مولوی صاحب کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ سید صاحب موصوف اچھا کام بھی کر رہے ہیں اور ابھی ان کی شادی بھی نہیں ہوئی ہے اس لئے ابھی نہ جانے دیا جائے۔ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"مولوی صاحب! خود غرضی سے کام نہیں لینا چاہیئے ماں باپ کا بھی حق ہوتا ہے ان سب کو جانے دیا جائے۔"

سید صاحب فرماتے ہیں کہ یہ گفتگو میری موجودگی میں مسجد مبارک میں ہوئی تھی چنانچہ سب لوگ واپس اوڑیسہ چلے آئے۔ بعد کے حالات نے بتا دیا کہ حضرت اقدس کے یہ الفاظ کس قدر حقیقت پر مبنی تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت کی صورت میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے افادات عالیہ سے جو تفسیر القرآن تیار کی تھی اسے اپنے ساتھ لاہور لے گئے اور وہاں بھی "انجمن اشاعت اسلام" کے سپرد اس تفسیر کو نہ کیا۔ بلکہ زندگی بھر اس تفسیر کو ذاتی اغراض کے تحت شائع کر کے فائدہ اُٹھاتے رہے۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

تبلیغ دوران سفر ریل اور قیام اوڑیسہ میں تبلیغ کا بھی کافی موقعہ ملا مسلم و غیر مسلم حضرات سب کو ہی تبلیغ کی گئی بذریعہ لٹریچر و زبانی تبادلۂ خیالات۔ اوڑیسہ میں ایک حکیم صاحب ہیں جو احمدیت سے متاثر ہیں۔ انہوں نے اپنے ہم عقیدہ مسلمانوں کو فرمایا کہ مبلغ کے چلے جانے کے بعد آپ لوگ طرح طرح کی باتیں پیش کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اب بالمشافہ اپنے اعتراضات پیش کریں۔ خاکسار نے بھی حکیم صاحب کی تائید کی۔ اور حاضرین سے کہا کہ آپ لوگ احمدیت کے متعلق جو اعتراضات اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

پیش کریں۔ چنانچہ کلمہ طیبہ، وفاتِ مسیح، نبوت، دجال کی حقیقت، مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے فرار وغیرہ امور زیر بحث آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوابات سن کر حاضرین مطمئن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

تبادلۂ خیالات میں حکیم صاحب کے علاوہ ایک حافظ صاحب ایک مقامی مسجد کے امام الصلوٰۃ اور کچھ دوسرے دوستوں نے حصہ لیا۔ حاضرین توجہ سے سنتے رہے۔

جوابات کے آخر میں خاکسار نے بتایا کہ قرآن کریم کی آیت "[illegible]" اور بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت کو صحابہ کرام کی جماعت سے ایک خاص تعلق و مناسبت ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تقررِ خلافت تک چند گھنٹوں کے وقفہ کے درمیان صحابہ کرام کے دو حیرت انگیز اجماع ہوئے۔ اول رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل تمام انبیاء علیہم السلام کی .... وفات پر جس کی رو سے وفاتِ مسیح کا ثبوت ملتا ہے۔ دوم قیام و تقررِ خلافت۔ صحابہ کرام کے یہ دونوں اجماع جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور اعلیٰ و بے نظیر تربیت پر ایک وجد آفریں برہان ہیں وہاں اس بات کا بھی پورا پورا ثبوت مہیا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ اور صحابہ کرام کے مابین ایسی مماثلت ہے کہ یہ دونوں مقدس جماعتیں ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے دکھائی دیتے ہیں۔

بلاشبہ یہ دونوں مسئلے قرآن کریم اور احادیث سے بالوضاحت ثابت ہیں۔ لیکن بعد میں آنے والے مسلمانوں نے ان دونوں مسئلوں کے متعلق بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ آج روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی وہ مقدس جماعت ہے جس کا طغرائے امتیاز یہی دو مسئلے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ اس انداز سے وفاتِ مسیح کو واضح اور مبرہن فرما دیا ہے کہ کوئی شخص احمدی کہلا کر اس بارے میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حضور کے حسن و احسان میں نظیر پسر موعود المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "الوصیت" کی پیشگوئی کے مطابق مسئلہ خلافت کو کچھ انداز سے واضح فرما دیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا کوئی فرد اس کے متعلق دو رائیں نہیں رکھ سکتا۔

چنانچہ جماعت احمدیہ وفاتِ مسیح کے حربہ سے صلیبی اور دجالی فتنوں کا قلع قمع کر رہی ہے اور تقرر و دوامِ خلافت سے قوم مسلم کی شیرازہ بندی۔ یہ دونوں ایسے عظیم الشان مسئلے ہیں کہ انہیں جماعت احمدیہ کبھی بھول نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سامعین نے اچھا اثر لیا۔

خدمتِ خلق ۲۷ اکو صبح سے یہ کہ روانگی کے وقت تک بستی کے ہندو، مسلمان، عورتیں، مرد، اور بچے غرباء مریض بے شمار تعداد میں بنگلے پر آتے رہے۔ اور محترم ڈاکٹر صاحب بغیر کسی فیس کے مفت مریضوں کو دیکھ کر خدمتِ خلق میں مصروف رہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بالآخر ناظرین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ٹرسٹ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین۔ اور اوڑیسہ کی سعید روحوں کو جلد از جلد احمدیت کے نور سے منور فرما دے آمین ثم آمین۔

(بقیہ کالم نمبر ۴)

پاؤں پر کھڑا ہو کر مالی لحاظ سے اس قدر مضبوط ہو جاوے کہ اسے مالی مشکلات کا کبھی اندیشہ ہی نہ رہے۔

(منیجر بدر)

ایڈیٹوریل (بقیہ صفحہ ۲)

اپنے بھائی ہندوں ان کے ہاتھ کا چلایا ہوا نظام قابلِ اطمینان نہیں تو ان کی اصلاح کرنا بھی تو آپ لوگوں ہی کا فرض ہے۔

الغرض ہماری دانست میں بمبئی بند کی تحریک ہو یا بہار بند اور پھر پنجاب بند یہ سب تحریکات اپنے نتائج کے اعتبار سے ملک اور قوم کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اور ہمیں اپنے اہم فرائض سے غافل کرنیوالی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ایسی تحریکات پر صرف کی جانے والی قومی طاقت کو ملک کی مضبوطی اور اس کی ترقی کے لئے خرچ کیا جائے۔ یہ یقینی بات ہے کہ ایسی تحریکات سے ملک میں غلہ ہرگز سستا نہ ہوگا۔ ذخیرہ اندوزی کبھی ختم نہ ہوگی۔ بلکہ الٹا اثر ظاہر ہوگا۔ اور عام جنتا کے لئے حالات زیادہ پریشان کن ہوں گے!!

— (ابوالعطاء) —

اپنی حیثیت کے مطابق مالی قربانی

وقفِ جدید کی تحریک میں خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا مال پیش کریں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ضرور حصہ لیں۔ اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب مومن اپنے نفسوں پر قابو رکھیں اور دل میں اس کے لئے بالکل تیار رہیں کہ جب خدا تعالیٰ کی آواز آئے گی تو اپنے مالوں کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے کیونکہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ جو خوش حالی میں مست رہتے ہیں مگر جب ان پر مصائب اور آفات آتی ہیں تو لوگ ان سے کسی قسم کی ہمدردی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے حالانکہ ہر انسان کتنا بڑا ہو مصیبت میں دوسروں کی ہمدردی اور محبت اور اعانت کا محتاج ہوتا ہے اور اگر روحانی نقطۂ نگاہ کو لو تو یہ تو واضح ہی ہے کہ جس شخص نے خدا کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا یا قوم کے غرباء کی پرورش اور ان کی بہبودی کا خیال نہ رکھا اسے خدا اور اس کے ملائکہ کی نصرت اور اس کے [illegible] بندوں کی دعائیں کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ ان تمام نعمتوں سے محروم رہ جائے گا اور اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی مول لے گا۔"

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

آپ کا چندہ بدر مؤرخہ ۲۸-۹-۶۶ و ۲۸-۱۰-۶۶ سے ختم ہے

۱۰۳۴۔ ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب پام ولانڈلی
۱۰۳۸۔ جناب شیخ پی اسمٰعیل صاحب جہونجھنڈار
۱۰۳۹۔ رر ارمان علی صاحب احمد آباد
۱۰۴۱۔ رر ڈاکٹر محمد لطیف صاحب اکے جے پور
۱۰۴۲۔ رر سید مراد صاحب شیموگہ
۱۰۶۰۔ رر محمد صاحبداد خاں صاحب کانپور
۱۰۶۱۔ رر مولوی فضل الرحمٰن صاحب خوردہ
۱۰۶۹۔ رر محمد ناصر صاحب قریشی بریلی
۱۰۷۲۔ ایم سلیمان صاحب بمبئی
۱۱۵۳۔ فضل الرحمٰن صاحب چودوار
۱۱۷۳۔ رر مرزا امیر بیگ صاحب فیض آباد
۱۱۷۷۔ رر راجہ امیر اللہ خاں صاحب لدرون
۱۱۹۶۔ رر ایم۔ ایس۔ لنسا رصاحبہ کھونبتور
۱۱۹۹۔ مکرم محمد تقی صاحب رنگون
۱۲۰۲ رر سید کمال الدین صاحب بسنہ
۱۲۲۵۔ رر ایم۔ اے رحمان صاحب بنگلور
۱۲۴۹۔ رر محمد امام صاحب بنگلور
۱۲۵۴۔ رر احمد عبدالرشید صاحب چینچل گوڑہ
۱۲۵۴۔ رر پروفیسر ظفر احمد صاحب پٹنہ
۱۳۱۶۔ رر قاضی امیر الدین صاحب دھارواڑ
۱۳۱۷۔ رر غلام محمد صاحب زورہ مانو
۱۳۱۹۔ رر غلام الدین صاحب جمشید پور
۱۳۲۷۔ رر محمد نور صاحب عمدار دیٹنہ
۱۳۲۹۔ رر ایس۔ اے نعیم صاحب اٹارسی
۱۳۳۰۔ رر بابو عبدالکریم صاحب مدن گنج
۱۳۵۵۔ رر مسٹر نور الدین صاحب محی الدین پور
۱۳۵۶۔ دی سٹار ایجوکیشنل ہائی سکول حیدر آباد
۱۳۶۴۔ رر شریف احمد انڈ سنز
۱۳۶۶۔ رر ایس۔ جی مصطفےٰ صاحب جنوار امظفر گڑھ
۱۳۶۸۔ رر محمد منظور احمد صاحب بہار
۱۳۷۷۔ رر محمد حسن صاحب دمکا
۱۳۷۹۔ مکرم ایف محمود عمر صاحب کلکتہ
۱۳۸۱۔ رر جے۔ اے عابد نیو کیپٹل
۱۳۸۲۔ رر ایم۔ ڈی سلطان شاہ آباد
۱۳۸۴۔ مکرمہ مسز ایم۔ آئی ملک صاحبہ پٹنہ
۱۴۲۷۔ مکرم احمد نبی صاحب پورکا
۱۴۲۸۔ مکرمہ مسز محمد صاحب مدراس
۱۴۴۵۔ مکرم سرفراز صاحب شاڈی کوڈہ
۱۹۲۵۔ مکرمہ جہاں آرا صاحبہ اوڈین
۱۶۳۱۔ مکرم دلدار علی صاحب پرتاپ نگر
۱۴۸۳۔ رر ایس۔ اے کیو سیف الدین صاحب کٹک
۱۴۵۰۔ رر پاٹھک صاحب کانپور
۱۴۵۲۔ مکرمہ نور النساء صاحبہ کوسمبی
۱۴۶۷۔ مکرم جہانگیر صاحب کاچی گوڑہ
۱۴۶۹۔ رر عبدالشکور صاحب بیجاپور
۱۵۷۴۔ رر دلاور محمد صاحب لبھو نگام
۱۵۸۹۔ رر ایس۔ ایم۔ یوسف صاحب سارونت واڑی
۱۶۰۲۔ رر ڈاکٹر محمد حسین صاحب بنگلور ۲
۱۶۰۹۔ رر سید حمید الدین صاحب ہکی
۱۶۸۷۔ رر عبدالعزیز صاحب پاڑی پورہ
۱۶۱۱۔ رر محمد ناصر صاحب احمدی اینڈ کو شاہجہان پور

مندرجہ بالا خریدار بدر کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ چندہ بدر بواپسی ڈاک ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ بدر آجکل مالی مشکلات سے دوچار ہے۔ اس وقت ضرورت ہے اس امر کی کہ خریداران اپنا چندہ فوری طور پر ارسال کر کے اس مرکزی اخبار کو نہ صرف یہ کہ اسے مالی مشکلات سے نکالنے کی کوشش کریں۔ بلکہ کوشش فرمادیں کہ آر کا بدر اپنے (باقی کالم نمبر ۲ پر دیکھیں)

خبریں

اندور ۱۹ ستمبر۔ آج اندور میں ۱۲ بجے قبل دوپہر ۱۸ گھنٹے کا کرفیو لگا دیا گیا۔ یہ قدم طلبار کے مظاہروں کے پیش نظر اُٹھایا گیا ہے۔ کرفیو صبح چھ بجے تک جاری رہے گا۔ طلبار نے اندور، اُجین اور دوسرے شہروں میں طلبار پر پولیس کے لاٹھی چارج کے خلاف بطور پروٹسٹ ہڑتال رکھی اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں جلوس نکالا۔ طلبار کے ایک گروپ نے مدھیہ پردیش روڈ ٹرانسپورٹ سرکاری بسوں میں سے ایک بس روک لی اور اس پر خشت باری کی۔ ایک اور علاقہ میں ایک گروپ کالج کی بس بھی روک لی گئی۔ طلبار کے کئی گروپوں نے شہر میں جلوس نکالے۔ وزیر دفاع مسٹر چوہان آج اندور پہنچے تھے مگر شہر میں گڑبڑ کے پیش نظر ان کی تمام مصروفیات منسوخ کر دی گئیں۔

رہتک ۱۹ ستمبر۔ آج پولیس نے رہتک میں جلوس کو منتشر کرنے کے لیے گولی چلائی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ایک شخص ہلاک ہو گیا ۴ زخمی ہوئے۔ لیکن پولیس کا دعویٰ ہے کہ اس کی مرتبہ ہجوم کی خشت باری کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ جلوس دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں نکالا گیا اور اس کا مقصد جن سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ اور پانچ دیگر جن سنگھ ورکروں کی گرفتاریوں کے خلاف پروٹسٹ کرنا تھا۔

سونگھیر ۱۹ ستمبر۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے آج صبح مونگھیر کی پریڈ گراؤنڈ میں ایک عام سے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بہار کو پہلے خشک سالی اور اب سیلابوں سے بھاری نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ مرکز نے اسے زیادہ سے زیادہ مدد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ سیلابوں سے ہونے والی تباہی میں نے خود دیکھی ہے۔ میں نے خشک سالی سے ہونے والے نقصان کا بھی جائزہ لیا ہے۔ اور اس خشک سالی نے ہمارے لئے شدید مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ کئی ممالک جو ہمیں اناج مہیا کرتے تھے۔ آج خود ان میں اناج کی کمی ہے اس لئے ہمیں باہر سے اناج کافی مقدار میں نہ مل سکے گا۔

چنڈی گڑھ ۱۹ ستمبر۔ آج پنجاب بھر میں فوٹو گرافروں نے فوٹو گرافی کے سامان اور ان کی محنت سے تیار کی جانے والی فوٹوؤں پر دس فی صدی سیلز ٹیکس لگائے جانے کے خلاف بطور پروٹسٹ ہڑتال رکھی اور جگہ جگہ کے فوٹو گرافروں نے چنڈی گڑھ میں بھاری جلوس نکالا۔

نیویارک ۱۹ ستمبر۔ اتحادی سبھا کے سیکرٹری جنرل او تھانٹ نے وارننگ دی ہے کہ اگر بھارت اور پاکستان کے اختلافات طے نہ ہوئے تو ان میں پھر کھلم کھلا جنگ ہونے کا خطرہ ہے۔ او تھانٹ نے یہ چیتاونی اپنی سالانہ رپورٹ میں دی ہے انہوں نے کشمیر میں اتحادی سبھا کے فوجی مشاہدوں کی موجودگی کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان اتحادی مبصروں کے ذرائع بڑے محدود ہیں اور ان کے پاس سہولیات اور آدمیوں کی بڑی کمی ہے۔ اور ان کی اتھارٹی صرف اتنی ہے کہ وہ واقعہ ہو جانے کے بعد اس کی تحقیقات کریں اور پھر اپنی رپورٹ پیش کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر گڑبڑ نہیں تو نا کافی شہادت حاصل کی جاتی ہے۔ یہ مشاہدہ کسی سرحدی واقعہ کو روکنے یا اس پر قابو پانے کے قابل نہیں۔ جب تک بھارت اور پاکستان ہم کے درمیان مالیہ کھلم کھلا افسوسناک لڑائی کے سلسلہ میں دیکھنے میں آیا ہے اگر دونوں ملکوں کے اختلاف طے نہ ہوئے تو ان میں کھلم کھلا خطرہ ہوگا۔

منقولات بقیہ صفحہ ۶

بند کی جاتی ہے تو مسلمان کیا کریں گے۔ مسلمانوں کا قصہ تو ختم ہی ہوا۔ البتہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جن لوگوں نے ذبیحہ گاؤ کے خلاف ایجی ٹیشن کر رکھا ہے وہ کیوں نہیں سوچتے کہ ملک کی نیرہ ریاستوں میں پہلے ہی پابندی لگائی جا چکی ہے۔ یہی حال کیرتی اور میسور کا ہے۔ کہ وہاں دو چار علاقوں کو چھوڑ کر باقی علاقوں میں پابندی کا نفاذ ہے۔ گویا ہندوستان کے ۹۵ فیصدی حصوں کو ذبیحہ گاؤ پر پابندی ہے صرف پانچ فیصد حصے اس سے مستثنیٰ رکھے گئے ہیں پہلے اس پر تو حکومت کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے ۹۵ فیصد حصوں میں ذبیحہ گاؤ کو قابل تعزیر جرم قرار دے رکھا ہے باقی پانچ فی صد حصوں کے لئے کوشش کرتے رہو کہ وہاں بھی ذبیحہ گاؤ پر پابندی لگ جائے۔ لیکن ایجی ٹیشن کچھ اس انداز سے شروع کیا گیا ہے گویا ہندوستان کے چپہ چپہ میں گاؤکشی ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے ملک میں نہ خالص دودھ ملتا ہے نہ گھی دستیاب ہوتا ہے۔ نہ کھیتی باڑی میں بہار آتی ہے نہ غذائی مسئلہ حل ہوتا ہے۔ اگر ۹۵ فیصد علاقوں میں ذبیحہ گاؤ پر پابندی کے باوجود بھی گھی دودھ کے جھرنے نہ جاری ہو سکے تو پانچ فیصد علاقوں میں پابندی کے بعد کون سی نہریں جاری ہو جائیں گی۔ ہمارا خیال ہے مکمل پابندی کے بعد تو شاید گھی اور دودھ صرف دواؤں کے لئے دستیاب ہو سکے گا! اس جلسہ میں سوامی پربھو دت برہم چاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ذبیحہ گاؤ کی ممانعت سے انکار کر کے جمہوریت کو دھوکہ دے رہی ہے! جمہوریت کی یہ تشریح واقعی نہایت دلچسپ ہے جسے پولیٹیکل سائنس میں ضرور شامل کرنا چاہیئے۔ (الجمعیۃ دہلی ۶۶/۹/۱۷ء)

امتحان کتاب "عقائد احمدیت"

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "عقائد احمدیت" کا امتحان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے جماعت کے جملہ عقائد کو واضح کیا گیا ہے۔

یہ کتاب عبد العظیم صاحب تاجر کتب قادیان سے معاوضہ ۷۵ پیسے میں مل سکتی ہے۔ امید ہے کہ دوست اس امتحان کی تیاری اچھی طرح کر چکے ہونگے۔ چونکہ ہر احمدی کو اسبارے میں دوسروں سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں دوسروں کے سامنے بیان کر سکے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان